



ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

20 تا 26 ربیع الثانی 1447ھ / 14 تا 20 اکتوبر 2025ء

اس شمارے میں

شریعت دنیا کے غلاموں کے لیے نہیں اُتری!

یہ شریعت بزدلوں اور نامردوں کے لیے نہیں اُتری ہے، نفس کے بندوں اور دنیا کے غلاموں کے لیے نہیں اُتری ہے، ہوا کے رخ پر اُڑنے والے نفس و فاشاک، اور پانی کے بہاؤ پر بہنے والے حشرات الارض اور ہر رنگ میں رنگ جانے والے بے رنگوں کے لیے نہیں اُتری ہے۔ یہ اُن بہادر شیروں کے لیے اُتری ہے جو ہوا کا رخ بدل دینے کا عزم رکھتے ہوں، جو دریا کی روانی سے لڑنے اور اُس کے بہاؤ کو پھیر دینے کی ہمت رکھتے ہوں، جو ”صبغۃ اللہ“ کو دنیا کے ہر رنگ سے زیادہ محبوب رکھتے ہوں اور اُسی رنگ میں تمام دنیا کو رنگ دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ مسلمان جس کا نام ہے وہ دریا کے بہاؤ پر بہنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی آفرینش کا مقصد یہی یہ ہے کہ زندگی کے دریا کو اُس راستہ پر رواں کر دے جو اس کے ایمان و اعتقاد میں راہِ راست ہے، صراطِ مستقیم ہے۔ اگر دریا نے اپنا رخ اس راستہ سے پھیر دیا ہے تو اسلام کے دعوے میں وہ شخص جھوٹا ہے جو اس بدلے ہوئے رخ پر بہنے کے لیے راضی ہو جائے۔ حقیقت میں جو سچا مسلمان ہے، وہ اس غلط روڈ پر یا کسی رفتار سے لڑے گا، اس کا رخ پھیرنے کی کوشش میں اپنی پوری قوت صرف کر دے گا، کامیابی اور ناکامی کی اس کو قطعاً پروا نہ ہوگی، وہ ہر اُس نقصان کو گوارا کرے گا جو اس لڑائی میں پہنچے یا پہنچ سکتا ہو، حتیٰ کہ اگر دریا کی روانی سے لڑتے لڑتے اُس کے بازو ٹوٹ جائیں، اُس کے جوڑ بندھ چلے ہو جائیں، اور پانی کی موجیں اُس کو نیم جاں کر کے کسی کنارے پر پھینک دیں، تب بھی اُس کی روح ہرگز شکست نہ کھائے گی۔

مولانا سید مودودی

ماخذ: ”اشارات“

بہار کے انتخابات
اور مودی کی مسلم دشمنی

امیر سے ملاقات (43)

بھارت کا جنگی جنون اور پاکستان کا عزم

اک ذرا صبر!

غلامی کسے کہتے ہیں؟

بتانِ رنگ و بو کو تو ڈر کر

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!



سابق اقوام کے انجام سے عبرت پکڑو!

الْمَدِينَة
1153

آیات: 9، 10

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الرُّومِ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَأَثَارُوا فِي الْأَرْضِ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوا وَهَاجَأَتْهُمْ رَسُولُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا السُّوْاى أَنْ
كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝

آیت ۹: ﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط﴾ ”کیا یہ لوگ زمین میں گھومے

پھر نہیں کہ وہ دیکھتے کہ کیسا انجام ہوا، اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے!“

﴿كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ ”وہ قوت میں اُن سے کہیں زیادہ تھے“

﴿وَأَثَارُوا فِي الْأَرْضِ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوا﴾ ”اور اُنہوں نے زمین کو کاشت کیا اور اسے آباد کیا اس سے کہیں بڑھ کر

جو (آج) انہوں نے آباد کیا“

﴿وَجَاءَتْهُمْ رَسُولُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ط﴾ ”اور اُن کے پاس بھی اُن کے رسول آئے تھے کھلی نشانیاں لے کر۔“

﴿فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝﴾ ”سو اللہ اُن پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ اُنہوں نے خود

ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔“

آیت ۱۰: ﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا السُّوْاى﴾ ”پھر اُن لوگوں کا انجام جنہوں نے ”بری روش اختیار کی بہت برا ہوا“

﴿أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝﴾ ”اس لیے کہ اُنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ اُن کا مذاق

اُڑاتے رہے۔“



اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کے ساتھ بھلائی

درس
حدیث

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا ظَهَرَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ قَالُوا: وَمَا ظَهَرُ الْعَبْدِ قَالَ: ((عَمَلٌ صَالِحٌ يُلْهِمُهُ إِيَّاهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ عَلَيْهِ)) (رواه طبرانی)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اُسے موت سے پہلے پاک کر دیتا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”بندے کی طہارت کیا ہے؟“ فرمایا: ”اللہ اُسے نیک عمل کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ اسی حال میں اُس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔“

ندائے خلافت

تخلافت کی بنیادیں ہو پھر استوار
لاگین سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلاب جگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 ربیع الثانی 1447ھ جلد 34
14 تا 20 اکتوبر 2025ء شمارہ 39

مدیر مسئول / حافظ عارف سعید

مدیر / رضاء الحق

مجلس ادارت
• فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری
• وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چیمک لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 35473375-78 (042)
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36- کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03- نمبر 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ: 20 روپے

سالانہ ذمہ تعاون

اندرون ملک 800 روپے
بیرون پاکستان

امریکہ: کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
اٹلی، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16,000 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پی آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بہار کے انتخابات اور مودی کی مسلم دشمنی

انیسویں صدی سے برصغیر کا ہندو دنیا کو یہ تصور دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہندو ہندوستان میں ایک غالب قوت ہے۔ بھارت دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ ہندوستان آغاز سے ہی ہندوؤں کا ہے۔ وہی اس کی قسمت کے مالک ہیں اور وہی اس پر حکمرانی کا حق رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑی سلسلہ کو کوہ ہندو کش کہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنی اقوام نے ہندوستان میں ہندوؤں کی درگت بنائی وہ سب اس پہاڑی سلسلہ سے ہندوستان میں داخل ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے غزنوی، غوری، خاندان غلاماں، تغلق اور پھر مغل ہندوستان کے حکمران رہے۔ اگرچہ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں ہندو راجے مہاراجے حکمران رہے۔ لیکن پورے ہندوستان پر حکومت کرنا کبھی بھی ہندوؤں کے بس کی بات نہ تھی۔ ہندوستان تاریخ میں صرف 2 ادوار میں متحد ہوا ہے۔ پہلے مغلوں نے متحدہ ہند پر حکومت کی اور بعد ازاں انگریز پورے ہندوستان کا حکمران بنا۔

بھارت نے پہلا گام فاسل فلک واقعہ کا بغیر کسی ثبوت کے الزام پاکستان پر لگا کر پاکستان کے خلاف آپریشن سندور کا آغاز کیا۔ مودی سرکار کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ پاکستان جوانی کا رروائی بھی کر سکتا ہے۔ پاکستان نے جواب میں آپریشن بنیان مرصوص کے ذریعے بھارت کو ہزیمت ناک شکست دی، جس کے بعد سے مودی کا جنگی جنون بے قابو ہو چکا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آپریشن بنیان مرصوص نے بھارت اور اُس کے ہشتی بانوں اسرائیل اور امریکہ کے چمکے چمڑا دیئے۔ رافیل کی ناکامی کے بعد اب مودی سرکار مقامی لڑاکا جہازوں کے ذریعے خطے کا امن براہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔

دوسری جانب بہار کے اسمبلی انتخابات جو اس سال 6 اور 11 نومبر کو دو مرحلوں میں ہوں گے، مودی کے لیے تخت یا تختہ کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ 2024ء کے عام انتخابات میں اب کی بار 400 پارٹی بڑھک لگانے والے مودی اور اُس کی فاشٹ پارٹی بی جے پی کو بہار کے 7 کروڑ 43 لاکھ ووٹرز نے بری طرح رد کر دیا تھا اور بی جے پی کو بہار میں زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

2014ء سے شروع ہونے والے مودی راج میں مسلم مخالف اقدامات بھی شدت اختیار کر گئے ہیں اور آج بھارت کے مسلمان تو بہن اور ذلت آمیز رویے کا شکار ہیں۔ مودی کے ہندو تو انظریے نے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کا جینا محال کر دیا ہے۔ جیسے جیسے بہار کے انتخابات قریب آرہے ہیں، پولیس کو مسلم مخالف قوانین کے تحت وسیع اختیارات ملنے سے جھوٹے الزامات اور ناحق گرفتاریوں کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کی جانب سے مسلم اور پاکستان مخالف نفرت انگیز بیانات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہندو سیاسی رہنما بھارتی مسلمانوں کو ”دیمک“ پکارتے ہیں۔ انتہا پسند بلکہ دہشت گرد تنظیموں مثلاً آراہیس ایس، وی ایچ پی وغیرہ کے حملوں سے بچنے کے لیے مسلمان نوجوان ہندو علامتی زعفرانی کپڑے پہننے پر مجبور ہیں، بھارت میں مسلمانوں کے قبرستانوں کے پاس کچرے کے ڈھیر لگائے جبکہ مساجد کے قریب بیت الخلا تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ ان پر قبضوں کی قانونی درخواستیں، آذان پر پابندی اور گھروں کی سماری آراہیس ایس کے ہندو تو اب بچنے کے حصہ ہیں۔ اسی طرح قبرستانوں کی بے حرمتی، گوشت کھانے پر پابندیاں اور خوف کے پھیلنے ہوئے سائے سب مودی کی ہندو تو اسوج کا نتیجہ ہیں۔

بھارت میں کسی بھی نوعیت کے انتخابات سے پہلے پاکستان مخالف بیانیہ تیار کرنا اور اُسے پھیلا نامودی اور اس کی سیاسی جماعت بی جے پی، جو آریس ایس کا سیاسی بازو ہے، کا طرہ ہے۔ ریاست بھارت کے انتخابات سے تقریباً ایک ماہ قبل مودی اور اس کے ساتھیوں نے پاکستان مخالف بیانیہ گھڑنا شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں بھارت کے وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے ایک عوامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ پاکستان نے سرکریک کے قریب فوجی ڈھانچے کی توسیع کی اور دھمکی دی کہ اگر کسی قسم کی ”مہم جوئی“ ہوگی تو بھارت ایسا فیصلہ کن رد عمل دے گا جس سے ”تاریخ اور جغرافیہ بدل جائے گا۔“ گویا مودی اور اس کا سیاسی ٹولہ ایک بار پھر جنوبی ایشیا کے امن کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ بھارت کی عسکری قیادت کھلے عام ”آپریشن سندو 2“ کی بھی دھمکی دے رہی ہے۔ جس کے جواب میں پاک فوج کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چودھری نے میڈیا سے گفتگو میں ان بیانات کو ”اشتعال انگیز اور خطرناک“ قرار دیتے ہوئے خبردار کیا کہ ایسے اقدامات خطے میں بڑے پیمانے پر تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ اگر بھارت نے کوئی نئی مہم جوئی کی تو پاکستان ”بلا جھجک، بھرپور اور فیصلہ کن“ جواب دے گا۔ انہی جذبات کا حال ہی میں منعقد ہونے والی کورمانڈر کا نفرنس میں اعادہ کیا گیا۔ دوسری طرف بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف کسی مہم جوئی کے نتیجے میں کیا سعودی عرب مشترکہ دفاعی معاہدہ کے تحت پاکستان کا ساتھ دے گا؟ یہ سوال اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔

مئی کے واقعات نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ بھارت کو اسرائیل اور امریکہ دونوں کی بھرپور حمایت بلکہ معاونت حاصل ہے۔ لہذا بھارت کسی بھی وقت پاکستان کے خلاف ایک نیا عسکری محاذ کھول سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں امریکہ کو پسینی بندرگاہ تک رسائی دینا، چاہے تجارت کے نام پر ہی ہو، کسی طور پر بھی دانشمندانہ قدم نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ پاکستان میں موجود معدنیات پر اپنی نظر بد جمائے ہوئے ہے۔ فنانشل ٹائمز کی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ تجویز بعض امریکی حکام کے ساتھ زیر بحث آئی تھی اور گزشتہ ماہ کے آخر میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے وائٹ ہاؤس میں ملاقات سے قبل فیلڈ مارشل کو بھی پیش کی گئی تھی۔ اگرچہ رپورٹ میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ منصوبے میں امریکی فوجی اڈوں کے قیام کی کوئی شق شامل نہیں بلکہ اس کا مقصد بندرگاہ سے پاکستان کے معدنی وسائل سے مالا مال مغربی صوبوں کو جوڑنے کے لیے ریلوے نیٹ ورک کی تعمیر کے لیے سرمایہ کاری حاصل کرنا ہے، لیکن امریکہ شدت سے خواہش مند ہے کہ اس کی پاکستان میں عسکری موجودگی بھی ہو۔ اگر یہ معاہدہ ہو جاتا ہے تو اس سے چین ہرگز خوش نہ ہوگا کیونکہ یہ سی پیک اقتصادی منصوبہ کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسرائیل کی نظر بد اسلامی ایشیائی پاکستان پر مرکوز ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان کو اپنا اصل دشمن قرار دیا تھا۔ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو ماضی قریب میں پاکستان کے ایشیائی دانت توڑنے کی خواہش کا کھلم کھلا اظہار کر چکا ہے۔

حماس کے ساتھ اسرائیل کا ”جنگ بندی“ کا معاہدہ اگر عملی شکل اختیار کر لیتا ہے تو یقیناً اسرائیل کے اگلے ہدف دیگر عرب ممالک اور پھر پاکستان ہوں گے۔ پاکستان کو کمزور اور لاچار کرنے کے لیے اسرائیل بھارت کو استعمال کرے گا۔ ہمارے نزدیک بھارتی اعلیٰ حکومتی اور فوجی عہدیداروں کی پاکستان کو دھمکیوں کے پیچھے صہیونی ہاتھ کار فرما ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آخری کلام قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس ابلیسی گٹھ جوڑ سے 14 صدیاں قبل ہی خبردار کر دیا گیا تھا: ”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن بیہودہ کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“ (المائدہ: 82) بھارت اور اسرائیل دونوں کا نشانہ پاکستان ہے اور اس میں خاص طور پر پاکستان کے ایشیائی دانت توڑ نا ان کی ترجیح اول ہے۔

ان حالات میں ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریہ پاکستان کو زندہ اور پابندہ دیکھنے کے لیے اسے ہر سطح پر مضبوط و مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہندو ذہنیت کے حوالے سے پھر اس بات کا اعادہ کریں گے کہ وہ پاؤں پڑنے والے کو ٹھوکریں مارتا ہے اور گردن دو بچنے والے کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان اگر زندہ اور قائم رہ سکتا ہے تو صرف مضبوط اور مستحکم ہو کر رہ سکتا ہے۔ ضعف، کمزوری اور زبردستی خودکشی ہے۔

ہمارے نزدیک کرنے کا ایک کام یہ ہے کہ دو اور دعاؤں کی جائیں یعنی ایک طرف اپنے گھر کو درست کیا جائے ملک میں اتحاد، اتفاق، اخوت، بھائی چارے اور برداشت کی فضا قائم کی جائے اور دوسری طرف اپنا قبلہ درست کیا جائے۔ دہشت گردوں کا خاتمہ ضروری ہے لیکن عام شہریوں کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو بلکہ ظلم و جبر کی حکمرانی کا خاتمہ کر کے ناراض لوگوں کو بھی مذاکرات کے ذریعے سینے سے لگایا جائے اور سیاسی انتقام سے ہر حال میں گریز کیا جائے۔

سب سے زیادہ ضرورت اس حقیقت کے ادراک کی ہے کہ استحکام پاکستان صرف اور صرف ملک میں دین اسلام کے مکمل نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ یہ بات اب مذہبی اور دینی مطالبہ ہی نہیں رہا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے پاس کوئی دوسرا آپشن ہی سرے سے نہیں ہے۔ جہاد اور اپنے موقف پر استقامت کی جو راہ افغان طالبان نے دکھائی ہے وہی طاغوتی قوتوں کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے ہمارا بچاؤ کرے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مصنوعی سہاروں سے نجات حاصل کریں۔ اس ہستی کا دامن پورے خلوص اور مضبوطی سے تھام لیں جس نے امریکہ اور نیٹو ممالک کو ننگے پاؤں جبہ پوش افغان طالبان کے ہاتھوں ذلت آمیز اور عبرتناک شکست دلوائی ہے۔

7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے مشرق وسطیٰ اور اس خطے کی بدلتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر پاکستان کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو قرآن و سنت کے تابع کرے اور ان احادیث مبارکہ جن میں اس خطے کی مستقبل میں خصوصی اہمیت کا تذکرہ ہے، اس کے لیے عملی تیاری کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلہ اور پھر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!



ہرمپ جو اس کے ذریعہ انعام بخش رہا اسرائیل کی فلسطینیوں کی نسل کشی کے لیے اسلحہ اور امداد فراہم کر رہا ہے

ہمارے حکمرانوں کی جانب سے ہرمپ کو امن کا علمبردار قرار دینا انتہائی شرمناک ہے،

دورِ یاسق فارمولہ کو تسلیم کرنے کا سادہ مطلب اسرائیل کی ناجائز ریاست کو تسلیم کرنا ہے،

اہل غزہ کی مدد کے حوالے سے جس کے پاس جتنا اختیار ہے، وہ اسی قدر مکلف اور جوابدہ ہے،

جولاء تک ہمارے اسرائیل کے متعلق یہ باتیں سن کر دل میں آگ لگتی تھی کہ وہاں کے دشمن کی نسل کشی کے لیے اسلحہ اور امداد فراہم کر رہا ہے

خصوصی پروگرام ”امیر سے ملاقات“ میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقاء تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

تصویریں بنواتے ہیں۔ ابراہم اکار 2 کی باتیں بڑے خوشنما انداز میں ہو رہی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے ہرمپ کو امن کا علمبردار بھی قرار دے دیا اور نوبل انعام کے لیے بھی نامزد کر دیا۔ ان کو شرم بھی نہیں آتی کہ وہی ہرمپ ہے جو اسرائیل کو فلسطینیوں کی نسل کشی کے لیے اسلحہ اور امداد فراہم کر رہا ہے اور جنگ بندی کی ہر قرارداد کو ویٹو کر رہا ہے۔ جو 20 نکاتی فارمولا اس نے پیش کیا ہے، اس میں بھی اسرائیلی مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے کہ حماس کو ختم کیا جائے گا، فلسطینیوں کو اسلحہ سے پاک کیا جائے اور ایک ایسی لٹلری فلسطینی ریاست کی بات کی جارہی ہے جس کی تپائی فوج ہوگی، تپائی پولیس ہوگی، نہ اپنے دفاع کا انتظام ہوگا۔ کیا محمود عباس کی نام نہاد فلسطینی اتھارٹی پہلے سے موجود نہیں ہے؟ کیا وہ فلسطینیوں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے؟ قائد اعظم نے کہا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے اور اس کو تسلیم کرنے کا مطلب ظلم اور جبر کی تائید کرنا ہے۔ دورِ یاسق فارمولے کو تسلیم کرنے کا سادہ مطلب اسرائیل کی ریاست کو تسلیم کرنا ہے۔ 17 اکتوبر 2023ء کی حماس کی کارروائی کا نتیجہ یہ ضرور نکلا کہ کچھ عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرنے سے پیچھے ہٹ گئے، ورنہ سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک اور اکثریت میں مسلم ممالک بھی ڈومینڈ ٹرمپ کے جال میں پھنس کر اسرائیل کو تسلیم کرنے والے تھے۔ آج ہرمپ نے دوبارہ وہی جال پھینکا ہے اور مسلم حکمران اس جال میں پھنسے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ ہمارے حکمران اور مقتدر ادارے بھی قائد اعظم کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے دورِ یاسق کی بات کر رہے ہیں۔

مسلم حکمرانوں نے اُمت کے مفادات کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ گزشتہ دو سالوں میں غزہ پر اسرائیلی مظالم کی انتہا ہو چکی ہے، 70 ہزار شہداء کی بات کی جاتی ہے لیکن جب ہم غزہ کی طرف دیکھتے ہیں تو پورا شہر کھنڈر بن چکا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہداء کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہو سکتی ہے۔ اگر بینکوں بلڈنگیں تباہ ہو جائیں اور ان میں ملتی فلور بھی ہوں، ظاہر ہے وہ خالی تو نہیں تھیں۔ لہذا شہداء کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

مسلم حکمرانوں کا طرزِ عمل تو انتہائی مایوس کن ہے لیکن عوام کا حال بھی کوئی بہت زیادہ مختلف نہیں ہے، شروع میں مظاہرے بھی ہوئے، بلٹن مارچ بھی ہوئے، لیکن بعد میں خاموشی غالب آگئی۔ پاکستان انڈیا کا بیچ ہو تو گلیاں سنسن ہو جاتی ہیں، میڈیا یا ایسے دکھاتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی جنگ ہو رہی ہو، لیکن اہل غزہ کا درد شاید اب اُمت کو محسوس نہیں ہوتا۔ خون میں لت پت غزہ کے معصوم بچوں کی لاشیں ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آتیں۔ ایک معصوم بچی کو 255 بلٹ مارے گئے، ایک کو 355 بلٹ مارے گئے۔ سب سے بڑھ کر مایوسی مسلم حکمرانوں کے طرزِ عمل سے ہوئی ہے۔ وہی ہرمپ جس نے اپنے ساتھ دورِ حکومت میں بھی کھل کر اسرائیل کا ساتھ دیا، ابراہم اکار ڈیل آف دی سچری کے نام پر مسلم حکمرانوں سے اسرائیل کو تسلیم کروایا، یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کیا۔ اسی ہرمپ کے ساتھ مسلم حکمران دوبارہ کھڑے نظر آتے ہیں، خوش ہو کر اس کے ساتھ

سوال: 17 اکتوبر 2023ء کو غزہ پر اسرائیل کی مسلسل بمباری اور فلسطینیوں کی نسل کشی کو دو سال پورے ہو گئے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 70 ہزار فلسطینی شہید ہوئے اور کچھ کہتے ہیں کہ 5 سے 6 لاکھ فلسطینی شہید ہو گئے۔ حالیہ دنوں میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جنگ بندی کے لیے 20 نکاتی فارمولا بھی پیش کیا ہے، تاہم اس فارمولا میں فلسطینیوں کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس بہانے ایسے لوگوں کو فلسطینیوں پر مسلط کیا جا رہا ہے جن کے ہاتھ پہلے ہی مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، مسلم حکمران بھی ہرمپ کے سامنے سر خم تسلیم کیے ہوئے ہیں، ان حالات میں آپ کو امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: دل تو خون کے آنسو روتا ہے۔ تنہائی میں بیٹھ کر بھی بندہ غور کرے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک طرف بے بسی کی انتہا ہے اور دوسری طرف بے حسی کی بھی انتہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اُمت مجموعی اعتبار سے زوال کا شکار ہے، اللہ کے قرآن اور دین کو پس پشت ڈالا ہوا ہے، بقول ڈاکٹر اسرار احمد ”ہمارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں کوئی ایک خطہ زمین بھی ایسا نہیں ہے جہاں ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ دیکھو یہ اللہ کا نظام ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ مجرم نمبر 1 عرب ہیں کیونکہ اُن کی زبان میں قرآن نازل ہوا لیکن اُنہوں نے قرآن کے نظام کے احیاء اور غلبے کی بجائے دولت، اقتدار اور عیش و عشرت کو ترجیح دی۔ مجرم نمبر 2 ہم اہل پاکستان ہیں کہ اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا اور پھر اسلام سے بے وفائی کی، آج تک اسلام کو نافذ نہیں کیا۔ یہی ہماری ذلت و رسوائی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

کیا گیا۔ اسی طرح آج مسلمان مغلوب اور مظلوم ہیں، اللہ کا دین کہیں بھی نافذ اور غالب نہیں ہے، ہمارے پاس وہ قوت اور اختیار نہیں ہے کہ دشمن کو شکست دے سکیں، لہذا ہم صرف دین کے غلبے کی جدوجہد کرنے کے مکلف ہیں اور یہ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ انفرادی سطح پر بھی اور جماعت کی سطح پر بھی دین کے غلبے کی جدوجہد کریں، اپنے حکمرانوں کو بھی متوجہ کریں، امت کا شعور اُن کے اندر بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر ہم اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے بارہا پُر اُتر آئیں، اپنی ریاست، فوج اور اداروں کے ساتھ لڑائی شروع کر دیں تو اس سے نیتیں یا ہوگا کیا نقصان ہوگا؟ ہم اپنا ہی نقصان کریں گے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے غلبہ دین کی جدوجہد ہو رہی ہے اس کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج رسول ﷺ کی روشنی میں ہی ترتیب دیا ہے۔ ”رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب“ ان کی ایک کتاب بھی ہے۔ اس میں سارا طریقہ کار واضح کیا گیا ہے کہ جب ہم نافذ دین یا اس کے کسی گوشے جیسے نبی عن المکر کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوں گے تو ہمارا احتجاج پُر امن اور منظم ہوگا تاکہ ایک شیشہ تنک بھی نہ ٹوٹے، ہم اپنی جانیں دیں گے لیکن کسی کی جان نہیں لیں گے کیونکہ ہم مسلم معاشرے میں رہ رہے ہیں اور کسی مسلمان پر ہتھیار اٹھانے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ دوسری طرف حکمرانوں کو بھی اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، اگر یہاں اسلام نافذ نہیں ہوگا تو پھر کچھ لوگ غلط راستے پر جا کر قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں جیسا کہ ناموس رسالت کے معاملے میں ہوتا ہے کہ 295 سی کے مجرموں کو جب عدالتیں سزا نہیں دیتیں اور انہیں تحفظ دیا جاتا ہے تو پھر لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔

سوال: کیا انفرادی قوت کے انقطاع میں ہم بے حس نہ ہو جائیں گے یا پھر اس انتظار میں اللہ کو پیارے ہو گئے تو کیا عذر پیش کریں گے کہ بیعت کی تھی مگر جہاد کا موقع نہ ملا؟ اس کے برعکس جو غیر مسلم فلسطینیوں کی مدد کے لیے نکل رہے ہیں، کیا معلوم اللہ انہیں ہدایت نصیب کر دے اور ان سے اپنا کام لے لے تو ہمارے ہاتھ کیا آئے گا؟ اتحاد اُمت پر بڑی محنت ہو رہی ہے جو کہ قابل تحسین ہے، لیکن اگر اتحاد نہیں ہو رہا تو کیا کچھ عملی اقدام نہیں کرنا چاہیے؟ تربیت اور تزکیہ تو عمر بھر کا قصہ ہے، غلطیوں سے پاک کوئی

انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ کیا جنگ کے لیے بھی کوئی تربیت دی جا رہی ہے؟ (ارضاء صاحب)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ جہاد اور قتال میں فرق ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”جہاد فی سبیل اللہ“ کے عنوان سے ایک کتابچہ موجود ہے، اس میں ساری تفصیل موجود ہے۔ جہاد عمر بھر کا معاملہ ہے اور ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: افضل جہاد اپنے نفس سے مجاہدہ کرنا ہے۔ جہاد کے بغیر نجات نہیں۔

﴿هَلْ أَذِلَّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝ تَوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ﴾ (الف)

پاکستان انڈیا کا منہج ہو تو میڈیا ایسے دکھاتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی جنگ ہو رہی ہو، لیکن غزہ میں خون سے لت پت مصوم بچوں کی لاشیں ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آتیں۔

”کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟“ (وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔“

ایک مسلمان اپنے نفس کے خلاف بھی جہاد کرتا ہے، شیطان کے خلاف بھی، معاشرتی برائیوں کے خلاف بھی، باطل نظریات اور کفر کے نظام کے خلاف بھی، تا آنکہ باطل کے خلاف اگر میدان جنگ جتنا ہے تو پھر قتال کا مرحلہ بھی آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام مرحلوں پر جہاد کیا۔ ہمارے لیے اُس وہ آپ ﷺ کی سیرت ہے۔ قتال کے مختلف مقاصد قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ کبھی یہ دفاع کے لیے ہوتا ہے، کبھی مظلوموں کی مدد کے لیے۔ جیسا کہ فرمایا:

”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیئے گئے ہیں جو دُعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔“ (النساء: 75)

کبھی اللہ کے دین کے غلبے کے لیے بھی قتال ہوگا: دوسری بات یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کی بیعت جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کی بندگی کے لیے، اللہ کی بندگی کی دعوت کے لیے اور اللہ کی بندگی کے نظام کو قائم کرنے کے لیے مستقل جدوجہد کرنا۔ اس جدوجہد میں فطری طور انسان کا جذبہ یہ چاہتا ہے کہ فوری طور پر کچھ نتائج حاصل ہو جائیں۔ اس موضوع کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی کوشش تھی جو قرآن نازل ہو رہا ہے وہ فوری طور پر حفظ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر انہیں تسلی دی:

﴿لَا تَحْزَنْكَ بِهِ لِسَانُكَ لِتَتَعَجَّلَ بِهِ﴾ (القیامہ)

”آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔“

معلوم ہوا کہ نتائج اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہیں، بندے کو صرف جدوجہد کرنی ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے 9 سو سال اپنی قوم پر مہم کی، لیکن اس کے باوجود کم و بیش 70 افراد ایمان لائے، جبکہ نافرمانوں میں ان کا بیٹا اور بیوی بھی شامل تھے۔ اسی طرح مکہ کے 13 برس تک مسلمانوں کو یہ حکم تھا: ﴿كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ﴾ (النساء: 77) ”اپنے ہاتھ روک رکھو؟“

احد کا میدان تھا، 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، دین اس وقت تک غالب نہیں ہوا تھا، مگر وہ سب کے سب اللہ کے ہاں اجر پا گئے۔ اس کے برعکس عبداللہ بن ابی قحح مکہ اور دین کے غلبہ تک زندہ رہا مگر اللہ کے ہاں وہ ناکام ہوا کیونکہ اس نے غلبہ دین کی جدوجہد میں صدق دل سے حصہ نہیں لیا بلکہ منافقت کا کردار ادا کیا۔ معلوم ہوا کہ نتائج کا ذمہ دار انسان نہیں ہے، البتہ محنت، جذبہ اور خلوص کے ساتھ جدوجہد جاری رکھنا چاہیے۔ اگر موجودہ حالات مایوس کن اور پریشان کن ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ جس کے مکلف ہیں وہ جدوجہد کرتے رہیں، آپ کو اجر ملے گا۔ وہ جدوجہد یہ ہے کہ ہم زبان سے آواز اُٹھائیں، قوم اور حکمرانوں کو جگائیں، عوام کے اندر شعور اُجاگر کریں، مظلوموں کی مالی مدد کریں اور ان کے لیے دعائیں بھی کریں۔ اس محنت میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔ باقی نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ جدوجہد ساری زندگی کی ہے، ایسا نہیں ہے کہ مخصوص دنوں یا سیزن کے لیے ہے، جیسا کہ بعض دیگر مذاہب میں چند مخصوص دن مذہبی

سرگرمیوں کے لیے ہوتے ہیں اور اس کے بعد مذہب سے تعلق کٹ جاتا ہے۔ اگر میرا ایمان مجھے صبح کی نماز کے لیے مصلے پر کھڑا نہیں کر رہا اور میں دعویٰ کروں کہ اہل غزوہ کے لیے جان دے دوں گا، اپنے چھوٹے کے قد پر اسلام کو غالب نہیں کر پا رہا اور میں کہوں کہ پوری دنیا پر اسلام کو غالب کروں گا تو یہ خیالی باتیں ہوں گی۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ پہلے جو فرائض مجھ پر عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کروں، حقوق اللہ اور حقوق العباد جو مجھ پر واجب ہیں وہ ادا کروں، اسی طرح جہاں تک میرے اختیار میں ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حوالے سے مجھ پر جو دینی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو ادا کروں۔

سوال: کیا ہم سیاسی شعور پیدا کیے بغیر بھی کسی نظام کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہمارے تنظیمی اجتماعات میں سیاست پر کیوں گفتگو نہیں ہوتی؟ مروجہ سیاست اور اسلام میں سیاست کا تصور اور اس کا تقابلی جائزہ اور طریقہ کار پر گفتگو کتنی اہم ہے؟ انقلاب کے لیے سیاسی شعور کی اہمیت کیا ہے؟ کیا ہمیں ماضی کی سیاسی غلطیوں کا جائزہ نہیں لینا چاہیے؟ اخلاقی مسائل اور سیاسی مسائل کیا دونوں اہم نہیں ہیں؟ وضاحت درکار ہے۔ (محمد خلیل حامد انصاری)

امیر تنظیم اسلامی: ایک چھوٹا سا لطیفہ پہلے میں بیان کر دیتا ہوں۔ ہمارے سابقہ امیر تنظیم محترم عارف سعید صاحب اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے، ایک مرتبہ وہ کراچی میں رفقاء کے اجتماع میں تشریف لائے، اجتماع کے بعد ایک شخص نے راستے میں چلتے چلتے ان سے سوال کیا کہ آج کل فلاں فلاں سیاسی ایشوز ہیں، کیا تنظیم اسلامی ان پر بات نہیں کرتی؟ عارف سعید صاحب نرم مزاج اور شریف انش ہیں، انہوں نے پوچھا: آپ ندائے خلافت پڑھتے ہیں؟ جواب ملا نہیں، پھر پوچھا: خطاب جمعہ تو لازماً سنتے ہوں گے؟ کہا نہیں سنتا۔ پھر ماہانہ میثاق تو پڑھتے ہوں گے، جواب ملا ہمارے گھر آتا نہیں۔ حافظ عارف سعید صاحب نے مسکرا کر کہا: پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر عارف سعید صاحب کی جگہ ڈاکٹر اسرار احمد ہوتے تو کہتے کہ خطاب جمعہ تم نہیں سنتے، ندائے خلافت، میثاق پڑھنے کا تمہارے پاس وقت نہیں ہے تو کیا فرشتے آکر تمہیں بتائیں گے کہ تنظیم اسلامی سیاست پر بات کرتی ہے یا نہیں۔ پاکستان میں سیاست کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے سیاست کا لفظ بدنام ہو چکا ہے مگر حقیقت

میں سیاست دین کا حصہ ہے، ڈاکٹر اسرار احمد اکثر یہ حدیث سنایا کرتے تھے:

((كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء)) بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی چلے جاتے تو دوسرے نبی آجاتے تھے اور ان میں سے کئی انبیاء کو اللہ نے بادشاہتیں بھی عطا کیں۔ لفظ سیاست کا ترجمہ انتظام ہے۔ انتظام گھر کا بھی ہوتا ہے، ریاست کا بھی ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب حجتہ الباقی میں سیاست مدن کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی شہر یا ملک کا انتظام چلانا۔ لہذا ایک ایسی جماعت جو نظام بدلنے کی جدوجہد کر رہی ہو، کیا اس کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ سیاست پر بات نہ کرے یا سیاسی شعور دینے کی کوشش نہ کرے؟ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے سیاسی تجربے تو بہت مشہور تھے، وہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور کاموں پر تنقید بھی کرتے تھے، ملک و ملت کے حوالے سے مشورے بھی دیتے تھے اور آج تک بھی ان کے کلیس سوشل میڈیا پر وائرل ہیں۔ اب جس کا سیاست سے تعلق نہ ہو وہ نظام کی بات کیسے کرے گا؟ تنظیم اسلامی کی سیاست نظری ہے، البتہ عملی سیاست میں ہمارا اصل میدان انقلابی ہے، انتخابی نہیں۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ انقلاب انقلابی جدوجہد کے ذریعے آئے گا، انتخابات کے ذریعے چلتے ہوئے نظام کو چلایا تو جاسکتا ہے مگر نظام کو بدلنا نہیں جاسکتا۔ لہذا سیاسی شعور کے بغیر نظام کی تبدیلی ممکن ہی نہیں۔ اسی لیے ہمارے ہاں خطاب جمعہ میں بھی سیاسی امور زیر بحث آتے ہیں، پریس ریلیز جاری ہوتی ہے تو اس میں بھی ملکی، ملی اور سیاسی امور پر اپنی رائے دی جاتی ہے۔ ہفتہ وار پروگرام زمانہ گواہ ہے میں بھی سیاست سمیت تمام امور پر گفتگو ہوتی ہے۔ ہفت روزہ ندائے خلافت اور ماہانہ میثاق میں بھی سیاست پر تبصرے اور تجویز شامل ہوتے ہیں۔ تنظیمی اجتماعات میں بھی سیاسی امور زیر بحث آتے ہیں، حالات حاضرہ پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ اس کا دائرہ کار اُسرہ سے لے کر سالانہ اجتماع تک پھیلا ہوا ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کے پیغام کو مزید عام کرنے کے لیے تنظیمی بنیادوں پر مزید کیا کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟ (محمد ثواب صاحب، مرگودھا)

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم کی سطح پر ہم نے اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے بہت سارے امور کا بندوبست

کر رکھا ہے۔ سب سے پہلے تنظیم کے رفقاء کا ایک ہفتہ وار اُسرہ ہوتا ہے جس میں تربیت و تذکیر کے ساتھ ساتھ سیاست اور انقلاب پر بھی گفتگو ہوتی ہے، اسی طرح ہفتہ وار حلقہ قرآنی بھی ہوتا ہے جس میں رفقاء اور احباب بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دروس قرآن کے مختلف پروگرامز بھی ہوتے ہیں، ماہانہ، سہ ماہی اور شش ماہی دعوتی اور تربیتی اجتماعات بھی ہوتے ہیں۔ تنظیمی بنیادوں پر مختلف مساجد میں دعوتی پروگرامز کھے جاتے ہیں، خطبات جمعہ ہوتے ہیں، انجمن ہائے خدام القرآن اور قرآن اکیڈمیز کے زیر اہتمام بھی مختلف دعوتی اور تربیتی کورسز ہوتے ہیں، ان میں رجوع الی القرآن کورسز بھی شامل ہیں۔ ان سب کے ذریعے ہم تنظیم کی بنیادی فکر اور دعوت کو عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر رفیق تنظیم انفرادی طور پر بھی لوگوں سے رابطے میں رہے اور اس رابطے کے ذریعے جہاں ڈاکٹر اسرار احمد کا تعارف، ان کی قرآنی دعوت اور فکر لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دین کا جامع تصور، فرائض دینی کا جامع تصور، جماعتی زندگی کا تصور بھی لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے بھی ہم ڈاکٹر اسرار احمد کی دعوت کو لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ وہ تمام لوگ جو ڈاکٹر اسرار احمد کو سنتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے طویل خطاب بھی سنا کر یں تاکہ دین کا جامع تصور، دینی فرائض کا جامع تصور سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ جو لوگ ڈاکٹر اسرار احمد سے محبت کرتے ہیں ان سے ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے ہاتھوں سے کچھ ادارے بھی قائم کر کے گئے ہیں، جیسے تنظیم اسلامی اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ہے، انجمن ہائے خدام القرآن، قرآن کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہیں، آپ کو اگر ڈاکٹر صاحب سے محبت ہے تو ان اداروں کو بھی سپورٹ کریں، ان کے ذریعے قرآن اور دین کی خدمت کریں، سب سے بڑھ کر یہ کہ اقامت دین کی جدوجہد میں حصہ لیں جو کہ بحیثیت مسلمان ہم سب پر لازم بھی ہے۔ اگر اس فریضہ میں حصہ لیں گے تو آپ کی زندگی کا مقصد بھی پورا ہوگا اور ڈاکٹر صاحب کی روح کو بھی ثواب ملے گا اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔ ان شاء اللہ!



جب بھی اللہ اکبر کے نعرے سے آپریشن بنیادیں مرموز کا آکاؤ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ اکبر کے اس نعرے کو کوئی شکل دے کر پاکستان کی صحیح محسوس میں اسلامی نظام کی ریاست بنایا جائے اور خدا کی

بھارت میں جب بھی انتخابات آتے ہیں تو ہندو اکثریتی ووٹ لینے کے لیے اسلام اور مسلم دشمنی پر مبنی بیانیہ گھڑ کر پھیلایا جاتا ہے۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد

بھارت کا جنگی جنون اور پاکستان کا عزم

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: نسیم احمد جاوید

رہے۔ اس حوالے سے پاکستان سے بھی کوتاہی ہوئی ہے کہ بھارت کے مسلم مخالف بیانیہ کو دنیا میں اس طرح بے نقاب نہیں کیا گیا جس طرح کرنا چاہیے تھا۔ حالانکہ گجرات فسادات کے بعد امریکہ نے بھی زیردہ مودی کو دہشت گرد قرار دے دیا تھا اور امریکہ میں اس کے داخلے پر پابندی لگا دی تھی۔ پاکستان کی اس سستی کی وجہ سے بھارت ہر مرتبہ ایک جھوٹا بیانیہ گھڑ لیتا ہے، جیسا کہ مئی میں بھی پہلا گم واقعہ کے بعد جھوٹا بیانیہ گھڑ کر پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی۔ یعنی مسلم دشمنی اس کا کامیاب حربہ ہے جس کو وہ بھارت کے انتخابات میں بھی آزمائے گا۔ بھارت کے مسلمانوں کی حفاظت کرنا پاکستان کی ذمہ داری تھی لیکن پاکستان نے ان کا عملی ساتھ نہیں دیا۔ اگر ان کے حق میں پاکستانی حکومت کوئی بیان دیتی بھی ہے تو انڈیا کی طرف منہ کر کے نہیں بلکہ کسی اور طرف منہ کر کے کہا جاتا ہے کہ انڈیا اچھا نہیں کر رہا۔ اب جبکہ بھارت نے ہمارے خلاف مکمل جنگ شروع کر دی ہے تو ہمیں بھی کھل کر بھارت کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا چاہیے۔ پاکستان میں جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اور رسول اور نوحی جوانوں کا خون بہہ رہا ہے اس کے پیچھے بھارت کا پیسہ اور تربیت شامل ہیں۔ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا، ہم نے ہندوستان کو کیوں کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ وہ ہمارے گھروں تک پہنچ کر ہمارا خون بہائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بھارت کو ایسا جواب دیا جائے کہ دہشت گردی بھی ختم ہو جائے اور بھارت کے مسلمانوں کو بھی سکون مل جائے۔

اسرائیل بھارت کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ اسرائیلی ڈرونز اور امریکی اسلحہ پاکستان کے خلاف استعمال ہوئے، لیکن آپریشن ”بنیاد مرموز“ کے نتیجے میں اس شیطانی اتحاد ٹھانڈا ہزیمت اٹھانی پڑی، جس کا بدلہ لینے کے لیے بھی تینوں پر تول رہے ہیں۔ پھر چین اور روس کا بڑھتا ہوا اثر بھی اس اتحاد ٹھانڈا کو مضطرب کیے جا رہا ہے۔

سوال: زیردہ مودی اور اس کی جماعت BJP کا شروع سے یہ طریقہ کار رہا ہے کہ جب بھی انتخابات قریب آتے ہیں تو یہ پاکستان مخالف اور مسلم مخالف بیانیہ کو ہوا دینا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: یہ انسانی فطرت ہے کہ جب بھی کوئی مشکل وقت آتا ہے تو انسان اس کا آسان حل تلاش کرتا ہے۔ چونکہ پاکستان اور اسلام سے نفرت ہندوؤں کی فطرت میں شامل ہے، اس لیے زیردہ مودی اور BJP کے پاس آسان حل ہے کہ جب بھی ہندو اکثریت سے ووٹ لینے ہوں تو مسلم مخالف اور پاکستان مخالف بیانیہ کو ہوا دے دو۔ 2002ء میں گجرات میں بحیثیت وزیر اعلیٰ زیردہ مودی نے مسلمانوں کا قتل عام کروایا تھا۔ وہی مسلم مخالف بیانیہ اب تک اپنی سیاست کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ باری مسجد کی جگہ مندر بنادیا، کبھی مسلمانوں کا خون بہایا گیا، کبھی مسلمانوں سے شہریت چھین لی، جب بھی کوئی اہم مرحلہ آتا ہے تو BJP کوئی مسجد گرا دیتی ہے تاکہ اس کا عرب اور بدبہ برقرار

سوال: نومبر 2025ء میں بھارت کی ریاست بھاری انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ موجودہ حکومتی جماعت BJP کے لیے یہ انتخابات کس قدر اہمیت کے حامل ہیں؟ **رضاء الحق:** بھارت کی موجودہ حکومتی جماعت BJP کے لیے یہ انتخابات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ 2024ء میں بھار میں لوک سبھا کے جو انتخابات ہوئے تھے ان میں بھی BJP کو بہت مار پڑی تھی، یہاں تک کہ وہ قومی سطح پر دو تہائی اکثریت بھی حاصل نہیں کر پائی تھی اور کولیشن گورنمنٹ بنانی پڑی تھی۔ حالانکہ 2014ء کے بعد سے BJP دو تہائی اکثریت سے جیت رہی تھی کیونکہ اس نے ہندو انتہا پسند طبقہ کو خوش کرنے کے لیے مسلم مخالف اور پاکستان مخالف بیانیہ اپنایا ہوا تھا کہ پاکستان کو مٹا دیں گے اور بھارت سے مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ لیکن 2024ء کے انتخابات میں BJP کو جو ہزیمت اٹھانا پڑی اس کے بعد بھار کے انتخابات پر اس کی گہری نظر ہے کیونکہ بھار ایک بڑی اور مرکزی ریاست ہے، امریکہ میں بھی یہی ہوتا ہے کہ چند بڑی ریاستوں میں اگر کوئی پارٹی زیادہ ووٹ لے جائے تو ایک ٹریڈ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بھار سے جو پارٹی جیتے گی اس کا اثر اسمبلی میں بھی ہوگا اور پورے بھارت میں ایک ٹریڈ بن جائے گا۔ لہذا بھار کے انتخابات جیتنے کے لیے زیردہ مودی دوبارہ پاکستان مخالف اور مسلم مخالف بیانیہ کو ہوا دے رہا ہے، پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کی باتیں بھی ہو رہی ہے، پھر عالمی منظر نامہ بھی کچھ ایسا ہے کہ ایلمیٹی اتحاد ٹھانڈا شیعی امریکہ، اسرائیل اور انڈیا پاکستان اور اسلام دشمنی میں ایک تیج پر ہیں۔ مئی میں پاک بھارت جنگ کے دوران بھی امریکہ اور

سوال: اب تو بھارتی آرمی چیف بھی سرے عام یہ بیان دے رہا ہے کہ پاکستان نے اگر دہشت گردی کی سرپرستی نہ چھوڑی تو اس کی تاریخ اور جغرافیہ بدل دیں گے وغیرہ۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا بھارت اس قابل ہے کہ وہ پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا سکے؟

رضاء الحق: ہمیں ان دھمکیوں کو ہلکا نہیں لینا چاہیے کیونکہ ممی کی جنگ میں شکست فاش کی وجہ سے نہ صرف بھارت بلکہ امریکہ اور اسرائیل کو بھی سخت شرمندگی اٹھانی پڑی ہے اور انہوں نے اس ہزیمت کا بدلہ لینے کے لیے بھارت کو چٹکی دے رکھی ہے اور اسلحہ اور تربیت بھی دی جارہی ہے۔ اسرائیلی فوجی آفیسرز باقاعدہ بھارت آکر سائبر سکیورٹی اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھارتی افواج کو تربیت دے رہے ہیں۔ گویا ایلوسی اتحاد خلاشا پاکستان سے بدلہ لینے کی تیاری اور منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں جواب دینے کی بھرپور صلاحیت ہے اور چین بھی پاکستان کا ساتھ دے رہا ہے۔ پاکستان کی ملٹری اور دفاعی استعداد کا 83 فیصد اب چین پر منحصر ہے۔ یہود و ہنود کے گلے جوڑ کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے خبردار کر دیا تھا:

﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا ۚ اَلْيَهُودُ وَٱلَّذِينَ أُشْرِكُوا﴾ (المائدہ: 82)
 ”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

آج یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور ہنود ہیں۔ اسرائیل میں یہودی جس طرح فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں، ان کے گھروں پر بمباری کر رہے ہیں، اسی طرح بھارت میں ہندو انتہا پسند طبقہ مساجد کو گرا رہا ہے اور کہیں مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ جس طرح فلسطینیوں کی زمینوں پر قبضہ کر کے یہودیوں کو بسایا جا رہا ہے، اسی طرح کشمیر میں بھی ہندوؤں کو بسایا جا رہا ہے۔ اسی طرح گریٹر اسرائیل کا منصوبہ یہودیوں کا ہے تو دوسری طرف ہندو اٹھند بھارت کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بابر مسجد کی جگہ رام بندر کا افتتاح کیا گیا تو وہاں کچھ مسلمان بھی شریک ہوئے۔ حالانکہ فریندر مودی

کی مسلم دشمنی واضح ہے، اس نے اعلان کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے عائلی قوانین میں بھی تبدیلیاں کرے گا۔ پاکستان کے لیے لازم ہے کہ وہ بھارتی خطرے کو حقیقت کے طور پر دیکھے کیونکہ بھارت جلد یا بدیر پاکستان پر دوبارہ جنگ مسلط کرے گا کیونکہ ایک تو بہار میں انتخابات جیتنے ہیں اور دوسرا خطے میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے وہ لازماً ایسا کرے گا۔ دوسری طرف اسرائیل بھی پاکستان کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔ اس کا اظہار اسرائیل وزیر اعظم سمیت کئی عہدیدار

اب وقت آگیا ہے کہ بھارت کے اصل چہرے کو پوری دنیا میں بے نقاب کیا جائے اور اُسے میدان جنگ میں پہلے سے بھی زیادہ بھرپور جواب دینے کی تیاری کی جائے۔

کر چکے ہیں۔ باقی دہشت گردی کے بھارتی الزامات ماضی کی طرح جھوٹ پر مبنی ہیں۔ لہذا اس وقت ضروری ہے کہ ہم قومی سطح پر سب ایک ہو کر اور باہمی اختلافات کو بھلا کر اس خطرے کا مقابلہ کریں۔

سوال: کچھ دن پہلے بھارتی وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے ایک عوامی خطاب کے دوران یہ کہا ہے کہ پاکستان نے سرکریک میں اپنے عسکری ڈھانچے میں تبدیلی کی ہے، اگر اسے بھارت کے خلاف استعمال کیا گیا تو ہم اس کا بڑا سخت جواب دیں گے۔ یہ سرکریک والا معاملہ کیا ہے اور بھارت اس کو اتنی اہمیت کیوں دے رہا ہے؟

برگیڈیئر (ر) جاوید احمد: سرکریک وہ علاقہ ہے جہاں دریائے سندھ سمندر میں جا گرتا ہے۔ یہ تقریباً 96 کلو میٹر لمبی ساحلی پٹی ہے۔ چونکہ دلدلی علاقہ ہے لہذا وہاں پر پاک بھارت سرحد کا تعین واضح نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جو خشکی کا علاقہ ہے وہ رن آف کچھ کہلاتا ہے۔ سرکریک میں دونوں ممالک کے مفادات ہیں۔ ایک تو وہاں پر پمچلی کی بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ پھرتیل اور گیس کے ذخائر بھی ہیں جو کہ ابھی تک نکالے نہیں گئے۔ 1965ء کی جنگ میں بھی سرکریک کو بہت اہمیت حاصل تھی، یہاں تک کہ وہ ایک فلیش پوائنٹ بن گیا تھا۔ پھر

1968ء میں انٹرنیشنل کمیشن نے رن آف کچھ میں حد بندی کی۔ لیکن رن آف سے کچھ آگے دلدلی زمین میں حدی بندی آسان نہیں تھی اس لیے وہاں حد بندی نہیں ہوئی۔ پاکستان کا دعویٰ ہے کہ سرکریک کا پورا علاقہ پاکستان کی ملکیت ہے کیونکہ رن آف کچھ کی حد بندی کو اگر آگے بڑھایا جائے تو سرکریک پاکستان کے حصے میں آتا ہے۔ لیکن بھارت ناجائز طور پر اپنا دعویٰ کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے بھارت اب دہشت گردی کا الزام لگا کر پاکستان کے ساتھ جنگ چھیڑنا چاہتا ہے حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے پہلے گام کے حوالے سے دہشت گردی کا جو الزام پاکستان پر لگا یا تھا وہ دنیا کے سامنے بے نقاب ہو چکا ہے۔ بھارت جو دہشت گردی پاکستان میں کروا رہا ہے، اس کی کوئی بات نہیں کرتا۔ اب اس نے سرکریک میں پاکستانی فوج کا ساز بڑھانے کا الزام لگایا ہے، بلکہ وہ کوئی اور جھوٹا بہانہ بھی بنا سکتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بھارت کے اصل چہرے کو پوری دنیا میں بے نقاب بھی کیا جائے اور اس کو میدان جنگ میں پہلے سے بھی زیادہ اور بھرپور جواب دینے کی تیاری بھی کی جائے۔

سوال: کیا آپ واقعتاً سمجھتے ہیں کہ خطے میں پاک بھارت جنگ ہونے جارہی ہے اور کوئی امکانات اس کے موجود ہیں؟

رضاء الحق: بالکل جنگ کے امکانات ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ صرف انڈیا کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ امریکہ اور اسرائیل کے بھی مفادات ہیں۔ امریکہ چین کی وجہ سے اور اسرائیل پاکستان کی وجہ سے یہ جنگ چاہتا ہے۔ اسرائیل پاکستان کے اسٹیٹ اثاثوں اور میزائل ٹیکنالوجی کو تباہ کرنا چاہتا ہے، انڈیا بھی بدلہ لینے کی خواہش رکھتا ہے۔ ہماری طرف سے DGISPR نے بہت متوازن بیان جاری کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان نے بھرپور تیاری کر رکھی ہے۔ اگر اب بھارت نے جنگ مسلط کی تو یہ پورے خطے کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی کیونکہ یہ جنگ فقہہ جزائش وافر سے بھی آگے بڑھ چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پمچلی مرتبہ تو ہم نے صرف وارننگ دی تھی لیکن اب ہم بلا جھجک کارروائی کریں گے اور انڈیا کے دور دراز علاقے بھی اس جنگ سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

انہوں نے اشارہ دیا ہے کہ یہ جنگ فیصلہ کن ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیلی جنگ بھی ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم!

سوال: مئی 2025ء کے پاک بھارت معرکہ کے بعد اب صورت حال میں کچھ تبدیلی بھی آئی ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ مشترکہ دفاعی معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے میں یہ طے ہے کہ ان میں سے کسی ایک ملک پر حملہ دوسرے پر حملہ تصور ہوگا۔ آپ بتائیے کہ اگر بھارت اب پاکستان پر حملہ کرتا ہے تو سعودی عرب کا رد عمل کیا ہوگا؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: پہلی بات یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ پاکستان اکیلا ہی نمٹ سکتا ہے اور اگر جنگ ہوئی تو یہ جنگ پاکستان کو ہی لڑنی ہوگی، سعودی عرب زیادہ سے زیادہ غیر عسکری سپورٹ کرے گا۔ البتہ سعودی عرب کے کچھ مسائل اور مشکلات بھی ہیں۔ مثال کے طور پر جب اسرائیل نے قطر پر حملہ کیا تو قطر کا دفاعی مسلم متحرک نہیں ہوسکا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قطر کا دفاعی نظام امریکہ کے کنٹرول میں ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کے جو ملٹری اثاثے ہیں وہ بھی امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔ لہذا ہمیں سعودی عرب پر زیادہ انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ خودی اپنے دفاع کو مضبوط بنانا چاہیے۔

رضاء الحق: پاک سعودیہ دفاعی معاہدہ ایک تو پیکٹ نہیں ہے، بلکہ ایگریمنٹ ہے اور ایگریمنٹ بائڈنگ نہیں ہوتا۔ دوسرا اگر ہم ٹیکنالوجی، عسکری قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے دیکھیں تو سعودی عرب کو پاکستان کی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے لیے سعودی عرب کو عسکری سطح پر سپورٹ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ وہاں حرمین شریفین موجود ہیں اور ان کا دفاع ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ سعودی عرب پاکستان کے لیے زیادہ سے زیادہ جو کر سکتا ہے وہ معاشی اور اقتصادی تعاون ہے۔

سوال: انڈیا، اسرائیل اور امریکہ پر مشتمل شیطانی اتحاد نمائش کے شرے پہنچنے کے لیے آپ پاکستان کی عسکری قیادت اور سیاستدانوں کو کیا مشورہ دیں گے؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: بحیثیت مسلمان ہمارے لیے سب سے بڑی رہنمائی قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِمُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾

(الانفال: 60) ”اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے“ (تا کہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو۔“

جو بھی پاکستان مخالف قوتیں ہیں وہ اصل میں اسلام مخالف قوتیں ہیں اور جو اسلام مخالف قوتیں ہیں وہ اصل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالف قوتیں ہیں۔ لہذا ان کے خلاف قتال کی تیاری میں ہمیں کوئی کسر نہیں اٹھارکھنی چاہیے۔ اگر ہم ان کے خلاف بھرپور تیاری

شیطانی اتحاد غلاش پاکستان کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ اسرائیلی فوجی آفیسرز باقاعدہ بھارت آکر سائبر سیوریٹی اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھارتی افواج کو تربیت دے رہے ہیں۔

اور جذبہ رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہمیں ایسا اجر دے گا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ مئی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت خوبصورت نظارہ دکھایا بھی تھا۔ حتیٰ کہ پاکستان میں بھی ایسے مسلمان موجود تھے جو بھارت کی برتری کو تسلیم کر چکے تھے اور ان کو توقع بھی نہ تھی کہ پاکستان انڈیا کا مقابلہ کر پائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نظارہ دکھا دیا کہ اگر جذبہ ہو تو جنگ کم تعداد اور کم وسائل سے بھی جیتی جاسکتی ہے۔ 10 مئی کو فجر کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر میزائل چلائے گئے، اس سے قبل ہمارے ایئر فورس کے جوانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر آپریشن شروع کیا تھا۔ ہمارے ایئر چیف بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا کر رات گئے پاک فضائیہ کے جوانوں کو کمانڈ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی مسلح افواج کو، پاکستانی قوم کو اور تمام عالم اسلام کو ایک معجزہ دکھایا اور وہ یہ کہ اللہ کے نام پر جب ہم کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بہت بڑی بڑی کامیابیاں بھی دے گا اور ہمیں بہت بڑا اجر بھی دے گا۔ لہذا ہمیں اسی ماڈل کو لے ذہن میں رکھ کر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے۔

رضاء الحق: پاکستان واحد مسلم ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ لہذا جس طرح اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اس کا دفاع کرنا ضروری ہے، اسی طرح اللہ کی تکبیر کو

عملی طور پر بھی ملک میں غالب اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ تحریک پاکستان کا سب سے مقبول نعرہ یہی تھا: ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ“۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کلمہ کی عملی تعبیر کے لیے ہی اتنی بڑی قربانیاں دی تھیں۔ 1946ء کے انتخابات میں مسلمانوں نے اسلام کے نام پر ہی مسلم لیگ کو ووٹ دیے تھے اور پھر پاکستان قائم ہوا تھا۔ دین کو قائم اور نافذ کرنا ہر امتی کی ذمہ داری ہے لیکن چونکہ ہم نے اس وعدے پر ملک حاصل کیا تھا اس لیے پاکستانی قوم کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ملک میں دین کے نفاذ کی جدوجہد میں حصہ لیں۔ اگر ہم یہ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی اور جب اللہ کی مدد آئے گی تو دشمن ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دین کے نفاذ اور غلبہ کی جدوجہد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے سیاسی، معاشی، معاشرتی، عدالتی، تعلیمی نظام اور تمام اداروں کو اسلامائز کریں، آخری زمانے کے حوالے سے احادیث میں ذکر ہے کہ خراسان سے اسلامی لشکر حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت کے لیے جائیں گے۔ ہمیں مستقبل کے اس منظر نامے کو بھی مد نظر رکھ کر تیاری کرنی چاہیے۔ اس میں پاکستان کا بھی ایک رول بنتا ہے اور وہ اسی وقت پورا ہو سکے گا جب پاکستان صحیح معنوں میں عدل اجتماعی پر مبنی ایک اسلامی فلاحی ریاست بن چکا ہوگا۔ ان شاء اللہ!



قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء و تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم شعبہ نشر و اشاعت و ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: دفاعی تجزیہ نگار

میزبان: ویدیم احمد باجوہ: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

اک ذرا صبر!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

ٹرمپ کا 20 نکاتی پلان خبروں کا مرکزی نکتہ ہے۔ اگرچہ اسے ٹرمپ، یاہو پلان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ نیتین یاہو کی خوشی اس پر دیدنی تھی۔ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان کا بھی اس میں جوش و خروش ہے ساتھ دینے پر تو گویا ان کی منہ مانگی مراد پوری ہوگئی۔ اس پلان پر باقی پوری دنیا کا رد عمل مثبت نہیں ہے۔ فلوشیا کا جانا اور اسرائیل کا ان پر ظلم، قید و بند ہر ملک میں فلسطینی جدوجہد سے ہمدردی کے جذبات کو مزید شدت اور تندہی دینے کا باعث ہے۔ میڈیا کے داؤ پیچ ناکام ہو جاتے ہیں، دھوکا فراڈ فوراً کھل جاتا ہے۔ کیپ ڈیوڈ، 1978ء، میڈرڈ 1991ء، اوسلو 1993ء سبھی امن معاہدے ہمارے سامنے ہیں۔ اس کی حقیقت فلسطینی مصنف غسان کنعانی نے 1970ء میں لکھ دی تھی جو آج تک حرف بہ حرف جوں کی توں بلکہ بدتر سے بدترین ہو چکی ہے۔ اس نے لکھا: 'یہ امن مذاکرات نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب ہتھیار ڈالنا، شکست تسلیم کرنا، اطاعت قبول کرنا ہوتا ہے؟'

10 اکتوبر کو نوٹیل انعام کا اعلان ہونا ہے جسے حاصل کرنا ٹرمپ کا دیرینہ خواب ہے۔ اسرائیل، ٹرمپ نوازوں، میڈیا میں ٹرمپ کی تعریفیں اور سب کچھ اچھا دکھایا جائے گا۔ چیمپلیئن کا ہتھی کا کھانے کے دانت بعد ازاں دیکھیے گا! سو سہانے وعدے، خواب دکھا کر اس امن معاہدے پر پلان کی کوکھ سے اربوں ڈالر کا چمکتا دمکتا غزہ پلان جو برآمد ہوا ہے، وہ ٹرمپ، مسک، نیتین یاہو، کشر، ٹونی بلیئر کے اپنے معاشی خوابوں کی تعبیر ہے۔ اس پر دستاویزات سامنے آنے کی رپورٹ ہے۔ Matt Kim، جس کی مہارت حقائق کھولنے کی ہے، اس نے بھی غزہ تعمیر نو پر بات کھول دی ہے۔ غزہ میں Riviera جزائر، ہوٹل، پرفیشن ریزارٹ (تفریح گاہ)، ای لون مسک کا سمارٹ پیداواری (ٹیسلا نوعیت کی) زون، معاشی تیز روی اور سرپاٹا مکمل تبدیلی، سرمایہ داروں کی سرمایہ کاری ہوگی! امن پلان کا کتبہ ہوگا دوسالہ فلسطینی اجتماعی قبروں پر۔ یہ کھیل نیا نہیں۔ اوسلو معاہدے کے 30 سال گواہ

ہیں کہ صرف امن معاہدوں پر انحصار حماقت ہے۔ اوسلو کے بعد 15 جنگیں غزہ میں ہو چکی ہیں۔ 16 سال سے یہ ساحل سمندر غزہ کے مسلمانوں کے لیے محاصرے کا ایک بند، ایک دیوار تھی جسے فلوشیاؤں نے جب توڑنے کی جرأت کی اس کا انجام اچھا نہ ہوا۔ یہ خوبصورت ساحل، بے پناہ معاشی، تجارتی وسائل سے بھرپور قطعہ زمین، اس پر ان غریب، مسکین دے لیے فلسطینیوں کا کیا حق؟ سواب یہ مسئلہ حل کیا جا رہا ہے۔ حقیقی وارث اہل غزہ کسی کونے میں منہ چھپا کر ٹرمپ کی سربراہی، ٹونی بلیئر (عراق میں خونریزی کا ذمہ دار) اور اسرائیل کے قید خانے کی صورت رہ پائیں گے۔ کھانے کو روٹی دے دی جائے گی۔ ان کی بے چارگی اور قرار نہ کرنے والی حریت پسندی، مزاحمت پرستی، اُصُل پر جان لٹانے کی مجبوری جوان کی نسل ورنسل کی جبلت بن چکی، اس پر غیر عرب مسلمان فوجیں پہرہ دے کر انھیں بھنڈا کرنے کی خدمت بجالائیں گی۔ اگرچہ ان کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہودیوں، صیہونیوں کی خاطر تو ملر کے خلاف 50 سال مقدمے چلتے رہے۔ بڑھے آئیک مان کو 1960ء میں ارجنٹائن میں چھپے کو، موساد ڈھونڈ لائی۔ (ایسے ہر یہود دشمن کو دنیا کے ہر کونے کھد رے میں موت دی گئی)۔ مگر اب 6 لاکھ 80 ہزار (درست اعداد و شمار کے مطابق) مرد، عورتوں، بچوں کا خون ٹرمپ کی ساحلی تفریح گاہ 'Riviera' میں رنگ بھرے گا۔ ارب پتی سیڈو وکوف بھی حصہ دار ہوگا۔ (ٹرمپ کا خصوصی نمائندہ مشرق وسطیٰ میں!) اسرائیلی فوج غزہ میں رہے گی، جبکہ ایک امن بورڈ ٹرمپ کی سربراہی اور بلیئر کی نگرانی میں عبوری حکومت چلائے گا جو ناقابل عبور ہی ہوگی ان کی موت کے فرشتے کے ہاتھوں گرفتاری تک کم از کم... یہ امن معاہدہ نہیں، قبضہ مزید پلان ہے!

گارڈین (4 اکتوبر) نے ٹرمپ بارے فکر انگیز خبریں دی ہیں۔ اگرچہ یو این میں ٹرمپ کی تقریر بھی کچھ کم حیران کن نہ تھی۔ امریکیوں نے پوچھا ہی کر دی۔

پے در پے واقعات ہوئے۔ برطانیہ کے دورے میں بھی گزربڑ کی اور چارلی کرک میموریل میں بھی خود کو بہت عالی شان ظاہر کرنے کی اوجھی حرکت۔ امریکی نے لکھا: یو این میں یہ بہت تکلیف دہ تھا کہ ٹرمپ کی نہایت احمقانہ، بے ترتیب، الجھی، شرمسار کر دینے والی غیر متعلقہ گفتگو، یہ بے کار ٹرانا خاموشی سے ان کے نمائندے سنتے رہے۔ انظہار ناپسندیدگی کی بجائے۔ اُن کا کہنا تھا 'بائینڈن، فہم، اوراک کے مسائل کی بنا پر اچانک خاموش ہو جاتا تھا کچھ دیر کے لیے۔ ٹرمپ کو لگتا (ذہنی ابتری) ہے ترتیب، دردم برہم، ابتر گفتگو کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے' (ایلیسن کائلر) گارڈین رپورٹ میں ٹرمپ کی ذہنی حالت مشکوک ہونے بارے لکھا ہے۔ اُن لائن رویہ بھی عجیب ہے۔ اچھے ہوئے تبصرے، آراء، نسل پرستانہ خطرناک، لائق مذمت، سیاہ فام اقلیتی لیڈر کا مذاق اڑانے والی پوسٹوں پر ہسپانوی گروپ نے غم و غصے کا اظہار کیا۔

گزشتہ چند ماہ سے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، دماغی حالت پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔ ٹرمپ نے ملک کے چوٹی کے فوجی کمانڈروں کو ورجینیا میں بلا یا تھا۔ جہاں وہ اپنی خود ساختہ خوش فہمیوں کی بنیاد پر اپنے منہ میاں مٹھو بتا رہا۔ کئی پیرا گراف ایسے بول گیا جس پر سابق فوجیوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ایک نے کہا: وہ ٹھیک نہیں ہے۔ صدر، بے قابو، پریشان حال، پاگل سا دکھائی دیتا ہے۔ میکرے، ایک ریٹائرڈ جنرل نے کہا، ٹرمپ کی کارکردگی شدید بے سروپا، بے ہنگم تھی۔ عجیب و غریب گفتگو میں کرتا رہا۔ بے ربط ابوجہ، دیوانگی کی حد تک متعصب، بعض اوقات حماقت خیز، ہروادی میں منہ مارتی، غیر منکر سوچ! یہ فکر والی بات ہے۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ نے ایسے رہنماؤں کی خبر ہمیں دے دی ہے۔ یقیناً دجال کی آمد سے پہلے سالوں... جھوٹے کو چا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا اور خیانت کار کو امین۔ اور اس زمانے میں روضہ ہضہ کلام کرے گا۔ پوچھا کہ روضہ ہضہ کیا ہے؟ تو فرمایا نہایت ہی فاسق اور راہ حق سے انحراف کرنے والا شخص، علامۃ الناس کے معاملات میں کلام کرے گا، یعنی ان کے فیصلے کرے گا اور مٹائے گا۔ (مسند احمد) یہ ہم پشیم سر دیکھ رہے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ تمام شرائط پوری کرنے والے روضہ ہضہ کی تائید و تصدیق، خود امت محمدیہ ﷺ کے رہنما کرتے اس پر داد و تحسین کے ڈوگرے برساتے،

غلامی کسے کہتے ہیں؟

کیا یہ زنجیریں پہننے کا نام ہے یا بلا معاوضہ بوجھ ڈھونے کا؟ ہم غلام ہیں یا آزاد؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ آزادی کے نعرے لگانے والے دراصل غلامی کے نامحسوس طوق گلے میں ڈالے ہوئے ہیں۔

ہمارے ذہنوں نے غلامی کے نام پر جو عقیدہ قائم کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کا اسیر ہو جانا غلامی ہے۔ مگر ہم کو غلامی جانچنے کے لیے اس کے کچھ پہلوؤں پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ دراصل غلامی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ذہنی اور سیاسی۔ اول الذکر غلامی کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کا شکار انسان اُس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی فکری قوتوں کے زیر اثر آنے پر مجبور ہو جائے۔

تاریخ شاید ہے کہ جب کبھی کسی اُمت نے اپنی فکری قوتوں کو پس زنداں ڈالا اور دوسروں کی بنائی ہوئی شاہراہ پر آنکھیں بند کر کے چلنا شروع کیا، وہیں سے اس کی گراوٹ اور تنزلی کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔ بنی نوع انسان نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ازل سے کسی نہ کسی سہارے کی ضرورت محسوس کی ہے جب جب اُس نے اپنے آپ کو ناتواں پایا، تب تب اُس نے اپنی زندگی کی ناؤ کی پتوڑا اُس کے حوالے کی جس کو اس نے اپنے سے زیادہ طاقتور سمجھا یا مانا۔ ذہنی غلبہ وہی قوم پاتی ہے جو فکری اجتہاد اور عقلی تحقیق کا دامن تھامے رہتی ہے اور پھر اس بات کی حقارت بنتی ہے کہ دنیا کی راہنمائی کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لے۔

یہ کام جب تک مسلمان کرتے رہے تمام عالم ارضی سر جھکائے ان کے پیچھے چلتا رہا۔ جو معیار اچھائی یا بڑائی کے از روئے اسلام قائم کئے گئے وہی سب کی اساس بنے۔

اگرچہ غور طلب بات یہ ہے کہ ہم تمام عوامل و شواہد کو سامنے رکھیں تو پھر اس کا یہ نکلے گا کہ اس عروج کا اصل منبع قرآن تھا اور جو اصول اسلام نے وضع کئے ان سے استنباط کر کے فقہاء نے جو فقہ مدون کی اس کی بنیاد "اربع اولہ" (قرآن، سنت، اجماع اور اجتہاد) پر ہے۔ مگر پھر اس کی ترتیب کو الٹ دیا گیا پہلا درجہ بزرگوں اور آئمہ کرام کی زندگی کو دیا گیا پھر کہیں آخر میں جا کر قرآن و سنت۔ عین یہ وہ سیریز تھی جہاں آ کر آگے بڑھتا ہوا مسلمانوں کا

بنموا ہیں۔ جبکہ اس دیوانے شخص کے ہاتھوں جس پر خود امریکی متوحش ہیں، دنیا میں بدترین جنگی جرائم کا مسلسل مرتکب نقین یا ہو پورے خطے بلکہ بالآخر پوری دنیا میں امن کے لیے خود کسی ایٹم بم سے کم نہیں۔ رعوت، تلبر، کج فہم، بد زبان، بد لحاظ نہ صرف نقین یا ہو ہے بلکہ اس کا وزیر جنگ اترار بن گوارا 45 ملکوں کے چندہ انسان دوست، سنجیدہ فہمیدہ، اپنی جانیں پھیلی پر رکھ کر جب غزہ کی مدد کو بچوں کا دودھ پکھلوانے، ادویات لے کر نکلے تو ان سے بدسلوکی کی ہر حد توڑی۔ اسرائیلیوں کی نفرت دنیا کے ہر رنگ، نسل، کے باشندوں انسان کے رگ و پے میں اتر چکی ہے۔ صرف مسلم ممالک میں بے حسی (حکروں کی سطح پر بالخصوص) ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کوئی یورپی ممالک دنیا بھر میں اس قتل و غارت گری کے براہ راست ذمہ دار ہیں۔ دنیا کا بڑے پگل خانے میں تبدیل ہو چکی ہے۔ خود اسرائیلی فوجی (افغانستان میں امریکی فوجیوں ہی کی طرح) ذہنی مریض بنے ہوئے ہیں۔ اسرائیلی میڈیا سے بھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ دھاڑیں مار کر روٹے IDF فوجی کس طرح نفسیاتی دوائیوں کے پلندے پارلیمنٹ اور افسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ غزہ جانے سے انکاری ہیں۔ راتوں کو حماس کے خوف سے ہڑ ہڑا کر چیخیں مارتے اٹھ بیٹھتے ہیں۔ جنگ ڈرونز لڑ رہے ہیں یا ہوائی جہاز۔ برسر زمین تو یہ چوہا دیکھ کر بھی چھلانگ مارتے ہیں۔ فلویٹا کے جہاز پر گرفتار کرنے آئے تھے۔ تیوکی کپتان نے بتایا کہ جب انجن اُن سے چل نہ پایا تو تیوکی نے آگے بڑھ کر چلایا۔ ساتھ ہی الارم، سائرین بج اٹھے اور جہاز چل پڑا۔ اسرائیلی فوجی دہشت سے فوت ہونے والے ہو گئے۔ ایک بیچارے کی پیٹ گیلی ہو گئی جہاز ناپاک کر دیا۔ اس برتے پر یہ کس غزہ پر قبضہ کرنے چلے ہیں؟ پوری دنیا میں تہلکہ مچ رہا ہے۔ اٹلی میں سارے شہروں میں 3 لاکھ مظاہرین اسرائیل کی جان کو آئے پڑے ہیں۔ تھائی لینڈ تک اٹھ کھڑا ہوا۔ یورپ میں تو پہلے ہی آگ لگی ہے جذبات کو! اس نازک مرحلے پر حماس کا رب ان کی بہترین رہنمائی اور حفاظت فرمائے (آمین)۔ زمین جن پر تنگ کر دی گئی۔ اپنوں نے بدترین غداری کی! دنیا بھر سے محبت اور سجدے، دعائیں باذن اللہ انھیں مضبوط رکھیں گی۔ ایسی محبت کا لے گورے کی تفریق سے ماورا کب اہل غزہ کے سوا کسی کے حصے میں آئی ہوگی۔ وہ صبح تو آئے گی جس کا وعدہ ہے!

اک ذرا صبر کہ اب جبر کے دن تھوڑے ہیں!..... ان شاء اللہ!



قافلہ رک گیا۔ اسلام کے اندر جمود طاری ہوئے لگا۔ نئی نسل نے اپنے بزرگوں کے بچھائے ہوئے بستر پر آرام کرنا شروع کر دیا۔ نئی پود کو پیش آنے والے حوادث سے بچنے کے لیے سایہ دار درخت کی شجر کاری بند ہو گئی۔ اجتہاد کے دروازے بند ہو گئے۔ قرآن کے سمندر سے نئے گوہر نکالنے کا سلسلہ رک گیا۔ نئی نسل تکلیف اٹھا کر راتیں حاصل کرنا بھول گئی۔ ان مع العسر یسر کا اصول غائب ہو گیا۔ نئے مسائل سے نمٹنے اور راہ نمائی کرنے کے بجائے مسلمان پرانے مسائل و علوم کی شرح و تفسیر کرنے میں لگ گئے۔ فرقہ بندیوں، جزئیات اور فروغ میں جھگڑے شروع ہو گئے۔ دراصل بزرگوں اور علماء کرام کے اجتہاد گرگز غلط نہ تھے مگر روشنی اور ہمہ گیری کا عنصر اُس میں ڈال دینے سے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے لگا۔ محدثین و مفکرین و آئمہ فقہ نے اسلام کی اپنے طور پر احیاء کی مگر وہ اکتساب علم سے وہی ذرائع رکھتے تھے جو ایک عام شخص رکھتا ہے۔ بس وہ اپنی عقل و بصیرت کے ساتھ غور و فکر کرتے اور قرآن و حدیث سے ہی اس دور کے مسائل دریافت کرتے۔ اُن کے علم کا ذریعہ وحی نہ تھا کہ اس میں کوئی رد و بدل کی گنجائش نہ تھی بلکہ وہ علم و بصیرت کی روشنیاں تھیں جو انہوں نے دن رات کی عرق ریزی سے حاصل کی تھیں۔ ان کے اجتہاد ہمارے لیے روشنی کا مینار ضرور ہیں مگر بجائے خود منزل نہیں۔ اگرچہ ان کی کمندیں ستاروں تک جا پڑی تھیں مگر بقول اقبال ۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں
ابھی مسلمانوں کی اس زیوں حالی کو شروع ہوئے
کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ مسلمانوں کے ایک خیر خواہ گروہ نے اس حقیقت کے راز کو پایا کہ مسلمان جو آگے بڑھتی دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حصول تعلیم کی اہمیت کو صرف دینی تعلیم تک محدود رکھا ہوا ہے اور جہاں تک دنیاوی تعلیم کا معاملہ ہے وہ باقاعدہ اس کو محسوس نہیں کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دنیاوی معاملہ میں دوسری قوتوں کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے

میدان میں بھی مسلمان آگے بڑھیں اور امام زمانہ میں۔ یہ گروہ مختلف راہ نماؤں پر مشتمل تھا جنہوں نے وقت کی ضرورت کو سمجھا اور نئے زمانہ سے روشنی مستعار مانگ کر لائے تاکہ جلد سے جلد مسلمان اپنی شناخت کرائیں۔ علم و فن کے بہر میں آگے بڑھیں اور تہذیب کا کائنات کا جو سلسلہ رک گیا ہے وہ پھر شروع کیا جائے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے نجات کا ایک دروازہ کھولا کہ دوڑو اور اس اندھیرے سے نکل کر اس دروازے کے باہر آ کر دنیا کا مقابلہ دنیائی دنیا کے ہی ہتھیاروں سے کرو۔

مگر وائے افسوس کہ مسلمان اس مستعار لی ہوئی روشنی کو اپنا خدا بنا بیٹھے۔ جو دروازہ نجات کے لیے کھولا گیا تھا اسی کو منزل سمجھ لیا۔ نئی روشنی سے اس قدر ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں کہ انہوں نے اس کے آگے گھٹنے بھی ٹیک دیئے۔ نئی تہذیب نے ان کے اپنے اندر کی انانیت کو پھل ڈالا۔ بجائے یہ کہ نئی تعلیم و تہذیب صرف ایک وسیلہ کا کام کرتی اور صرف منزل تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوتی۔ مسلمانوں کی کم ہمتی کہ انہوں نے اس Guide کو ہی Leader بنالیا۔ اور اس نئی تہذیب و تعلیم کی چند خوبیوں کو اس کے تمام تر لغزش سمیت اپنالیا۔ اس روشنی کی چکا چوند کے آگے انہیں وہ غلامی (ذہنی و سیاسی) کا عین گڑھا نظر نہ آیا جس پر ان کا اگا قدم پڑنا تھا۔ جس طرح بہت تیز روشنی کی وجہ سے آنکھوں کے آگے لال کالے دائرے ناچنے لگتے ہیں بالکل اسی طرح مسلمان اس قدر حواس باختہ ہوئے کہ انہوں نے قرآن کی ”ہم کرتی روشنی جو منزل کا پتہ بتاتی تھی اس کو پس پشت ڈال دیا۔ گویا پس اپنی زمین سے محروم ہو گئے اور ہنسی خوشی اپنا ہاتھ اپنے اور اللہ کے دشمن کے حوالے کیا اور اطمینان سے اپنے ہاتھوں اپنی شناخت کا چراغ گل کر دیا۔

اور دشمن بھی کون؟ وہ دشمن جس کے انداز فکر اور جس کی تہذیب اور اسلامی فکر و تہذیب میں مغرب و مشرق کا بعد ہے۔ کہاں رحمانی طاقت کی مشک انگیزی اور کہاں طاغوتی طاقت کا لعفن۔ ان کی تہذیب میں کسی ان دیکھی قوت کا خوف نہیں۔ روز جزا حساب و کتاب کا خوف ان کی نیندیں خراب نہیں کرتا۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کا کوئی اصول ان کے ہاں نہیں پایا جاتا۔ پڑوسی اور مہمان کے حقوق سے وہ نا آشنا ہیں۔ وہ تمام چیزیں جو اسلامی معاشرے کی اساس ہیں، ان کے ہاں حرف غلط کی مانند ہیں۔ جس وقت مسلمان اس ذہنی غلامی کا شکار ہوئے تو ان

کی نظریں وہی قدریں پسند کرنے لگیں جو مغربی معاشرے میں بنی ہیں۔ جو اچھائی برائی کے معیار انہوں نے قائم کئے وہی ہم نے سر جھکا کر تسلیم کئے۔ ہمیں اپنی مدھم تانوں سے نفرت ہونے لگی اور ان کے شور و غوغا سے بھر پور میوزک پر ہم اپنے سر اور ہتھکڑیاں لگے۔ ہمیں باحیا عورتیں اور بزرگوں کا احترام کرتے بچے اچھے نہ لگے بلکہ عاقبت بگاڑی خواتین اور Bold بچے پسند آنے لگے۔ یہ بات باعث فخر و انبساط ہونے لگی کہ ہماری فلاں عادت یا معیار انگریز کے معیار پر پوری اترتی ہے۔ جب اس غلامی کے زیر سایہ کچھ عرصہ گزرا تو ظاہر تو ظاہر، باطن بھی زہر آلود ہونے لگے۔ جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو اس کی شررگ پر سب سے پہلے حملہ کیا جاتا ہے اور اسلامی معاشرے کی شررگ عورت ہے۔ وہ عورت جو اس معاشرے میں جز کی حیثیت رکھتی ہے جو زمین کے اندر بے رنگ و بو کی طرح ہے مگر وہ پورے درخت کو مشقت سے زمین سے منکھنچ کر قاتق طور بناتی ہے۔ اس کو کھنچ کر گھر سے باہر نکال لایا گیا اور اس کے ہاتھ سے قوم اور معاشرے کی تشکیل کا ہیرا چرا کر اس کے ہاتھ میں نام نہاد آزادی کا پتھر دے کر بھلا گیا کہ مارواں کو جو تم کو کم تر سمجھتے ہیں ہم تم کو آزادی کی راہیں دکھاتے ہیں۔ کہاں اسلام میں عورت کا مقام کہاں کائنات کی سب سے حسین

شے ”جنت“ اس کی قدموں تلے بچھائی گئی اور کہاں یہ مغربی معاشرہ اس نے اس عورت کو نہ صرف محض ”اسٹیو گرافر“ اور ”ناپسٹ“ بنا دیا۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں شمع محفل ہی بنا ڈالا یہ سب سے کڑا اور تھا جو اس قوم پر کیا گیا۔ اور آنے والی نسلاں کو ان بچوں کی مانند بنا دیا جن کو ماں کی گود سے کھینچ کر ہاسٹل میں وارڈن کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ اقبال کے ایک فارسی شعر کا مفہوم اس طرح ہے۔

(یعنی اس قوم کو کیا پیش آچکا ہے اور کیا پیش آنے والا ہے یہ سب اس کی ماؤں کی جبینوں سے دیکھا جاسکتا ہے)

مغربی تہذیب کی دلدادہ ماؤں کے بطن سے کس طرح غزالی، رومی اور محمد علی جوہر پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہماری آرام طلبی اور عیش پسند طبیعت بل جل کر اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے کی صلاحیت کھو چکی ہے۔ ہم ان غلامی کی بیڑیوں میں اس بری طرح اور ہنسی خوشی اپنے آپ کو جکڑوا چکے ہیں کہ اب رہائی ناممکنات میں سے نظر آتی ہے۔ ہماری بد قسمتی کہ شاید ہمیں راہبر بننا پسند ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے لیے اتنی محنت تو کرنی ہی پڑے گی کہ اپنے پریشکشاں (مستعاری آہی) سے باہر کڑی دھوپ میں آئیں اور علم و ہاتھ میں لینے کے لیے اپنے ہاتھوں کو تکلیف دیتے ہوئے فضا میں بلند کریں۔



گوشہ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(3) بینکوں میں قرضوں کی انڈیکسیشن کا معاملہ مروجہ نظام بینکاری میں سود کی معروف متبادل اساس کے طور پر رائج بھی نہیں ہو سکتا، جس کی کئی وجوہ ہیں:

۱۔ یہ کس طرح تعین کیا جائے گا کہ افراط زر اور تخفیف قدر زر کی شرح انڈیکسیشن کی شرح کا مساوی ہے؟ کیونکہ ان کے مابین عدم مساوات کی صورت میں تو صرف سود کا قوی اندیشہ ہے کیونکہ اس کے جواز کے قائلین بھی اسے تلافی قرار دیتے ہیں نہ کہ نفع بصورت سود۔ اگر انڈیکسیشن کی شرح افراط زر وغیرہ سے زیادہ ہو تو یہ سیدھا سیدھا سود ہوگا۔ اگر یہ دونوں شرحیں برابر ہوں تو کیا بینک جن قرض داروں سے قرض حاصل کرتا ہے ان کو انڈیکسیشن کی صورت میں تلافی نہیں دے گا؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ اصول اس کے کھاتہ داروں پر بھی لاگو ہوگا تو اس صورت میں بھلا بینک کے لیے کیا کشش رہ جاتی ہے کہ وہ جس قدر قرض انڈیکسیشن کی صورت میں قرضہ داروں سے وصول کرے اسی قدر قرض اپنے کھاتہ داروں کو ادا کر دے۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنے بھاری بھر کم اخراجات کیسے پورے گا؟

(جاری ہے)

مکوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ 1266 دن گزر چکے!

بتانِ رنگ و بو کو تو ذکرِ ملت میں گم ہو جا

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

تصورات متعارف کرائے گئے اور آزادی ملنے کے بعد انہی تصورات پر اجتماعی نظام استوار کیے گئے۔ اور یوں اُمتِ واحد کی بجائے ان نئے تصورات کی بنیاد پر علیحدہ علیحدہ ملک وجود میں آ گئے۔ گویا مسلمانوں کے اپنے اپنے وطن، اپنی اپنی قومیں اور اپنی اپنی جداگانہ شناختیں بن گئیں۔ تب ان پر مضبوط علیہم قوم کو مسلط کیا گیا جو گزشتہ 77 سال سے (قیام اسرائیل کے بعد) اس اُمت کو تختہ مشق بنائے ہوئے ہے۔ اب یہ ذلت اپنے عروج کو پہنچ رہی ہے اور اسرائیل ایک ایک کر کے 57 مسلم ممالک کو اپنے نشانے پر رکھ رہا ہے۔ وہ ممالک ان میں سرفہرست ہیں جن سے اس کو کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ قطر پر اس کا حالیہ حملہ اس کا ایک ثبوت ہے۔ ان سطور کے ذریعے ہم اُمتِ مسلمہ کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی توجہ اس اکبر الکاہل کی طرف دلانا چاہتے ہیں جس میں اس وقت اُمت بحیثیت مجموعی مبتلا ہے۔ جس چیز کو ہم نے اکبر الکاہل سے تعبیر کیا ہے، وہ وطن ہے اور یہ تعبیر ہماری نہیں بلکہ علامہ اقبال کی ہے جو مصور و مبشر پاکستان ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو بزمِ یمن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیبِ نوی ہے
غارت گر کاشانہ دینِ نبوی ہے
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویٰ ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفویٰ خاک میں اس بت کو ملا دے
اقوام میں مخلوق خدا بنتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ نکلتی ہے اس سے

ان اشعار کو سامنے رکھیے تو دورِ حاضر کے سب سے بڑے بت کے مظاہر 57 مسلم ممالک کی قومی ریاستوں کی شکل میں نظر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قطر پر اسرائیلی حملے کے بعد دو حیل مسلم لہ کے نمائندہ تنظیم اوائسی کے ہنگامی اجلاس کی بجائے ”عرب اسلامک سمٹ“ کا انعقاد ہوا۔ جس نے واضح کر دیا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی بنیاد کے پتھر:

بعثتِ نبوی کے وقت کعبۃ اللہ میں 360 بت نصب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 13 سال ان بتوں سے مرکزِ توحید کو پاک کرنے کی کوشش فرمائی مگر ان بتوں کے محافظ آڑے آتے رہے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے یثرب ہجرت فرمائی اور وہاں سے اپنی کوشش کا دوبارہ آغاز فرمایا۔ اس جدوجہد کے دوران معرکہ بدر واحد بھی ہوا، غزوہ احزاب کا اعصاب شکن مرحلہ بھی طے ہوا، صلح حدیبیہ کے موقع پر ”فتحِ مبین“ کی نوید جانفرما بھی ملی اور بالآخر 8ھ کو مکہ فتح ہو گیا۔ اس طرح مرکزِ توحید کو 360 بتوں کی آلائشوں سے پاک کر دیا گیا۔ ان پتھر کے بتوں کو توڑنے کے بعد آپ نے پورے جزیرۃ العرب سے رنگ و نسل و زبان و علاقے پر کھڑے بتوں پر آخری ضرب لگائی اور انہیں نیست و نابود کر دیا۔ عرب و عجم کی تفریق ختم کر کے اُمت کے نام اپنے آخری پیغام میں آپ نے فرمایا تھا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: ”لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے“، خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ”حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔“ (مسلم احادیث صحیحہ/الایمان والتوحید والدين والقدرة)

اُمتِ مسلمہ لگ بھگ ایک ہزار سال تک اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کرتی رہی اور اس نے اللہ کی زمین کو ہر طرح کی بت پرستی سے محفوظ رکھا۔ پھر یہ اُمت دنیا طلی میں پڑ گئی تو اللہ کی زمین پر فساد برپا ہو گیا اور اُمت پر کفریہ طاقتیں مسلط ہو گئیں۔ اس دور کو حدیث میں ”ملاکِ جری“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اللہ نے کرم فرمایا اور اُمت کو آزادی نصیب ہوئی لیکن دورِ استعمار (جبری ملوکیت) میں نئے

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
کو بھلا دیا گیا ہے۔ عرب اسلامک سمٹ سے عرب و عجم کی تقسیم کا وہ بت پھر کھڑا ہو گیا ہے جس کو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 سالہ محنت شاقہ کے بعد پاش پاش کیا تھا۔ یہ اس اصول کے بھی خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ الکفر ملۃ واحده (سب کفر ایک دین ہے) اور المسلم للمسلم کالبینان (مسلم، مسلم کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے) کے سر اسر منافی ہے۔

17 اکتوبر 2023ء کو فلسطینی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت حماس نے اسرائیلی جارحیت کے رد عمل میں اعلانِ جہاد کیا تو کوئی ایک ملک بھی سامنے نہ آیا جو ان مٹھی بھر مسلمانوں کی حمایت کر سکتا۔ یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ اُمتِ مسلمہ جسدِ واحد نہیں رہی بلکہ اپنے وطنی و قومی اور لسانی حصاروں میں مقید ہو کر رہ گئی ہے۔ دو دھکی عرب اسلامک سمٹ میں جتنی بھی تقاریر تھیں، انہیں بغور پڑھئے، اس کے بعد جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیے کے اہم نکات کا بھی جائزہ لیجیے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ محض بیانِ بازیاں ہیں تھیں۔ حتیٰ کہ خود نشانہ بننے والا امیر بان ملک، قطر بھی اس حد تک جانا پسند نہیں کرتا جس سے فرعونِ وقت (امریکہ) کی ناراضگی کا احتمال ہو۔ قطر کی ہمسائیگی میں واقع طاقتور عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، بحرین، اردن اور شام نے بھی انتہائی محتاط طرزِ عمل اپناتے ہوئے بیان دینے سے احتراز کیا۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے ایہ اُمت نگلو یوں میں بٹ چکی ہے۔ ان نگلوں کو موجودہ ”تہذیبِ یافتہ“ دور میں قومی ریاستیں کہا جاتا ہے۔ ان ریاستوں کے باشندوں کو ادبِ تاریخ، سیاسیات اور نصابِ تعلیم کے ماہرین گزشتہ سو سال سے دن رات یہ سکھانے میں مصروف ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ قومی ریاستیں دراصل صدیوں کے علیحدہ علیحدہ شناخت رکھتی تھیں۔ مصر والے فرعونوں کے وارث ہیں، عراق والے دجلہ و فرات کی عظیم تہذیبی تاریخ کے امین ہیں ایران والے سائرس اعظم اور پاکستان والے وادی سندھ کے فرزند ہیں۔ غرض، علم کی ایک شاخ وضع کی گئی جس کے ذریعے ہر خطے کو اس کے ہزاروں بلکہ لاکھوں سالہ ماضی کے ساتھ جوڑ کر اس کے بانیوں میں یہ عقیدہ

راخ کر دی گئیں کہ ان ملکوں میں رہنے والے لوگ بس اچانک کسی ایک دور میں مسلمان ہو گئے تھے، اس لیے اُن کی آئندہ نسلیں بھی مسلمان ہی چلی آ رہی ہیں۔ ان کا کسی دوسرے ملک یا علاقے کے مسلمانوں کے ساتھ کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہے۔ ان کی اپنی تہذیب اور ثقافت ہے اور اپنا رہن سہن۔ ان کا کلچر ثقافت آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف ہیں۔ صرف یہ بات لوگوں کے ذہن میں بٹھانے کے لیے زبردست محنت کی گئی کہ انڈونیشیا میں بسنے والے مسلمان کا ہندوستان کے مسلمان سے کوئی تعلق نہیں اور عراق میں آباد مسلمان کی مصر کے مسلمان سے ایک الگ تہذیب اور ثقافت ہے۔ ان قومی ریاستوں کے وجود میں آنے سے ایک عالمی منافقت کے دور کا آغاز ہوا، مسلمانوں کو یہ باور کرایا گیا کہ قوموں کے باہمی تعلقات صرف اور صرف مفادات کی بنیاد پر ہو سکتے ہیں۔ ان میں دوستی محبت یا بے غرض تعلق نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ روابط کے اس جدید نظام کو دوطرفہ تعلقات کی سفارت کاری کہا گیا۔ اس منافقت کے علم کو دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں ڈپلومی (جو دراصل Hypocrisy ہے) کے نام پر پڑھایا گیا۔ آپ کبھی دنیا کے کسی بھی سفارت خانے کے اعلیٰ سطح کے ملازم سے گفتگو کر کے دیکھ لیں، آپ کو اس کی گول مول باتوں میں سے بڑی مشکل سے سچ تلاش کرنا پڑے گا۔ پوری دنیا میں سفارت کاروں کی اپنی ایک الگ زبان ہوتی ہے اور اس کے اپنے مطالب۔ سفارت کاری کی یہ پوری پوری تربیت قوم پرستی کی بنیاد پر استوار کی جاتی ہے پھر ایسے لفظ ایجاد کیے جاتے ہیں جن کے کئی مطالب ہوں۔ یہ مفادات کی دنیا اور قومی مفادات کا تعصب ہی ہے جو ریاستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں کرتا ہے۔ آج کے دوست کل کے دشمن اور کل کے دوست آج کے دشمن بن جاتے ہیں۔ جب پوری دنیا اس طرح تقسیم کر دی گئی ہو تو ایسے میں امت مسلمہ یا بحیثیت مسلمان کے ایک قوم کا تصور تو خواب بن کر رہ جاتا ہے۔

ان دیگر گول حالات کے باوجود حالیہ دنوں میں پاک سعودی دفاعی معاہدے کی صورت میں امید کی ایک کرن نظر آئی ہے۔ اس معاہدے کے تحت کسی ایک ملک پر جارحیت کو دونوں ممالک پر حملہ تصور کیا جائے گا اور دونوں ممالک کسی بھی خطرے سے مشترکہ طور پر نمٹیں گے۔ معاہدے کے تحت پاکستان کو حرمین الشریفین یعنی مسجد الحرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اعزاز بھی حاصل ہو گیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حرمین کے ساتھ مسجد اقصیٰ

کی آزادی اور اس کی حفاظت بھی افواج پاکستان کی ذمہ داری ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

”حب عاجلہ“ کے مرض میں مبتلا بعض کھسار یوں نے پاک سعودی معاہدے کے فوری فائدے کو نانا شروع کر دیئے ہیں۔ مثلاً ”پاکستان کو معاشی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔ پاکستان، سعودی افواج کو تربیت، سیکورٹی سروسز اور ٹیکنیکل معاونت فراہم کر کے خطیر زرمبادلہ حاصل کر سکتا ہے۔ دفاعی معاہدہ خلیجی ریاستوں میں پاکستان کی عسکری موجودگی کو مزید مضبوط کر سکتا ہے، پہلے ہی ہزاروں پاکستانی فوجی مختلف عرب ممالک میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور معاہدے کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوگا“ وغیرہ۔ اس سوچ کو اس شعر کے مصداق قرار دیا جاسکتا ہے:

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ معاہدہ ان تمام باتوں کو پاش پاش کرنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے جن کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ یہ ”بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا“ کی طرف جانے والا صراط مستقیم

ثابت ہو سکتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے 55 دیگر ممالک کو پیغام چلا گیا ہے کہ آگے بڑھو اور ”ان تازہ خداؤں“ پر کاری ضرب لگاؤ تاکہ ”نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی“۔ اس لیے کہ:

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

اس بات پر اب یقین کرنے کا وقت آ گیا ہے کہ پیغمبر اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی مثال ایک جسد واحد کی ہے، اگر ایک عضو کو کاٹنا چھتا ہے تو پورا بدن اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اس جسد واحد کو 57 سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کر کے امت مسلمہ کو جو نقصان پہنچایا گیا تھا، اب اس کی تلافی کا وقت آ گیا ہے۔ پاکستان کلمہ کے نام پر بننا تھا۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ امت کی قیادت سنبھالنے کے ساتھ اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کرے تاکہ اس کو مدینہ ثانی بننے کا اعزاز حاصل ہو اور قائد اعظم کی خواہش کہ (We will be heading towards PanIslamism) ہم اب امت بن کے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 15 اکتوبر 2025ء)

جمعرات 102 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دو پہر کو شعبہ تعلیم و تربیت اور شام کو شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ المبارک 103 اکتوبر: دن کو شعبہ جات زکوٰۃ و انگریزی کے اجلاس کی صدارت کی۔ نماز جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ تقریر اور خطبہ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ دو پہر کو شعبہ معی و لہر کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں پروگرام ”امیر سے ملاقات“ کی ریکارڈنگ کرائی۔ بعد نماز مغرب تا بعد نماز عشاء مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی حلقہ لاہور میں غربی و شرقی کے رفقاء و رفیقات کے ایک مشترکہ اجتماع میں ”سورۃ التوبہ آیات 111، 112“ کی تہ کیہ اور ماہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن کے حوالہ سے گفتگو کی۔ سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام ہوا۔

ہفتہ 104 اکتوبر: صبح مرکزی لاہور سے مرکز تنظیم اسلامی تھمر گره، لونڈیر روڈ گئی۔ بعد نماز مغرب مدرسین ریفرنش کورس میں شرکاء سے چند تہ کیہ کی نکات کے حوالہ سے خطاب کیا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

اتوار 105 اکتوبر: بعد نماز فجر مرکز تنظیم تھمر گره سے متصل مسجد میں ”سورۃ البقرۃ کی آیات 44 تا 46“ کے حوالہ سے تہ کیہ کی گفتگو کی۔ دن کو مدرسین ریفرنش کورس میں ”مدرسین کے لیے عمومی اور دورہ ترجمہ قرآن کے حوالے سے ہدایات“ کے موضوع پر گفتگو کی، نیز سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ بعد ازاں پشاور اور ہاں سے کراچی روڈ گئی۔ معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتظر ترجمہ و نصاب قرآن کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ چند رفقاء سے عیادت اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

دہشت گردی کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویش ناک ہے۔
مودی اور اُس کے ٹولے کی بھارتی ریاست بہار میں الیکشن سے قبل پاکستان کو
دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل
ابلیسی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔

شجاع الدین شیخ

دہشت گردی کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ مودی اور اُس کے ٹولے کی
بھارتی ریاست بہار میں الیکشن سے قبل پاکستان کو دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اسرائیل، امریکہ اور
بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم
اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے
مخصوص علاقوں میں بھارت کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کا دوبارہ فعال ہو جانا انتہائی تشویش ناک
ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران شہریوں اور فوجی جوانوں پر پے درپے حملوں میں درجنوں افراد شہید
اور شدید زخمی ہو چکے ہیں۔ اللہ وانا الیہ راجعون! انہوں نے کہا کہ ان دہشت گردوں کو بھارت
سے تربیت، مالی امداد اور اسلحہ فراہم ہو رہا ہے جس کے شواہد اظہار من القس ہیں۔ دہشت گردی میں
ملوث افراد اور گروہوں کا خاتمہ ضروری ہے، لیکن وزیر دفاع کا یہ بیان کہ دہشت گردوں کے خلاف
آپریشنز کے اثرات اُن علاقوں کے سب افراد کو بھگتنا ہوں گے، انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے۔ کیا وزیر دفاع
یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو بھی نشانہ بنایا جائے گا؟ امیر تنظیم نے کہا
کہ بھارتی ریاست بہار کی الیکشن مہم کے دوران بھارت کے وزیر دفاع اور آرمی چیف کا پاکستان پر
دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگانا اور دوبارہ حملہ کرنے کی دھمکیاں دینا پورے خطے کے لیے انتہائی خطرناک
ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ڈی جی آئی ایس پی آر کی پریس کانفرنس اور حالیہ کورکمانڈر
کانفرنس میں بھارت کو خبردار کرنا کہ اگر اُس نے آپریشن سندھ 2 یا کسی اور نام سے پاکستان کے خلاف
مہم جوئی کی کوشش کی تو پاکستان کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بھارت کے دور دراز علاقوں میں بھی بھرپور
جوابی کارروائی کرے گا، ناگزیر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت کو اپنے جارحانہ عزائم میں اسرائیل اور
امریکہ کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ لہذا ان دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے اور جوابی کارروائی کے لیے
بھرپور عسکری تیاری کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور ریاستی اداروں کو اس بات کا بھی ادراک
ہونا چاہیے کہ جب تک ریاستی سطح پر جبر اور ظلم کی حکمرانی رہے گی، عوام بدظن رہیں گے اور جنگیں اُس
وقت تک نہیں جیتی جاسکتیں جب تک ملک کے تمام اسٹیک ہولڈرز متحد نہ ہوں۔ لہذا ضرورت اس امر کی
ہے کہ ملک کو متحد کرنے کے لیے باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر دیتے
ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں عدلی اجتماعی کی بنیاد پر اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔ تب ہی
اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی اور ہم دشمنوں کو دندان شکن جواب دے سکیں گے۔ ان شاء اللہ!
(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال،
تعلیم (D.pharma M.phil(PU)،
قد "5'4"، گورنمنٹ جاب کے لیے دینی مزاج کے
حامل اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار
ہے۔ لڑکے کی عمر 35 سال سے زیادہ نہ ہو۔ والدین
رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0333-4723060
☆ دینی مزاج فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم
ایم فل ریاضی، قرآن کریم کورس، خلع یافتہ (ساتھ 15 ماہ
کی بیٹی) صوم و صلوة اور پردے کی پابند کے لیے
دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4215822

☆ اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا
صرف اطلاعی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے
سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

☆ دعاۓ مغفرت ﴿اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ﴾
☆ حلقہ خیر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملترم رفیق
محترم محمد عمران کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-9078084
☆ حلقہ پشوپار، پکوال کے سابق امیر محترم محمد شہزاد بٹ
کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-5918090
☆ حلقہ خیر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم
فہد علی کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0313-9835034
☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے مبتدی رفیق محترم
حسان طارق کے دادا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0304-2137542
☆ حلقہ خیر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے قریب اسرہ محترم
جان ثار اختر کی چچی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-9011464
اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور
پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی
ان کے لیے دعاۓ مغفرت کی اپیل ہے۔
اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَاَرْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِی رَحْمَتِكَ وَاَحْسِبْهُمْ حِسَابًا یُسِّرُوْا

Hand over your weapons so we can slaughter you like sheep and then take your lands!

By: Fahmi Howeydi

If you have not understood what happened in Bosnia, you will not be able to understand what is happening in Gaza!

Understand Bosnia first, then you will understand Gaza and what is happening there. Do not be surprised! The genocidal war launched by the Serbs against the Muslims of Bosnia resulted in the slaughter of 300,000 Muslims. 60,000 women and children were raped. 1.5 million people were forcibly displaced from their homes. Do we remember that? Or have we forgotten? Or do we not know it at all?

A CNN broadcaster asked about the memory of the Bosnian massacre and questioned the well-known journalist Christiane Amanpour: "Is history repeating itself?" Amanpour replied: "It was a completely savage war — killings, sieges, and starvation against Muslims. Europe refused to intervene, claiming: 'It is a civil war.' This was a huge lie!" The killings lasted for nearly 4 years. The Serbs destroyed more than 800 mosques, some from the 16th century. They burned the historical library of Sarajevo.

The United Nations intervened by setting up protection zones for Muslim cities like Gorazde, Srebrenica, and Zepa, but these zones did not provide real protection — they were besieged and attacked! Thousands of Muslims were placed in torture camps — starved until they were just skin and bones. When a Serbian commander was asked why, He replied: "Because they do not eat pork!"

The Guardian newspaper published a map showing 17 locations of rape camps for Muslim women — some located inside Serbia itself. The Serbs raped children. A 4-year-old girl was raped — and The Guardian wrote: "A young girl whose only crime was being a Muslim." In the town of Zepa, the killer Ratko Mladić invited a Muslim leader, offered him a cigarette, and made him laugh a little... Then slaughtered him on the spot. Srebrenica is the most infamous massacre: UN soldiers were eating and playing with the Serbs. Some even traded food to women in exchange for sexual favors. Srebrenica was under siege for 2 years. Food supplies were seized by the Serbs.

Then the west betrayed them. They pressured the

Muslims to hand over their weapons in exchange for safety! The Muslims obeyed, exhausted and starving. But after that, the Serbs invaded the city: They separated men from women. 12,000 men and boys were taken — all slaughtered and brutally tortured!

A Serb would step on a Muslim and carve a cross on his face while he was alive. Others begged to be killed quickly because of the unbearable pain. A mother held a Serb's hand begging him to spare her child — he cut off her hand, then slaughtered the child in front of her. And we Muslims were watching, hearing, eating, laughing, and continuing life as normal. After the Srebrenica massacre, the killer Radovan Karadžić entered the city as a victor and declared: "Srebrenica has always been Serbian — now it has returned to our hands!" The Serbs raped Muslim women and held them until they gave birth.

The goal? "We want them to bear Serbian children," one of them said. When we remember Bosnia, Sarajevo, Banja Luka, and Srebrenica... We say loudly: We will not forget the Balkans. We will not forget Granada. We will not forget Palestine. We will not forget Afghanistan, Iraq, Syria, Lebanon.

And here, we write in the ink of shame: The stance of Boutros Boutros-Ghali, the elderly Christian Orthodox former UN Secretary-General, who openly sided with his Serbian brothers. But sadly, even after 30 years, we have not learned the lesson. Finally, The Serbs targeted to kill Scholars, Imams, Intellectuals, Businessmen. They were imprisoned, then slaughtered, and their bodies thrown into rivers. Historical stories are not told to children, so they sleep, but to men so they wake up!

And today they want Hamas to surrender to the Zionist Jews so they can be slaughtered like sheep—and sadly, some Arab states participate in and support this plan.

About the Author: Fahmi Howeydi is a well-known Egyptian writer and journalist.

Courtesy: <https://crescent.icit-digital.org/articles/hand-over-your-weapons-so-we-can-slaughter-you-like-sheep-and-then-take-your-lands>

ACEFYL

SUGAR FREE
**COUGH
SYRUP**

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

